ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

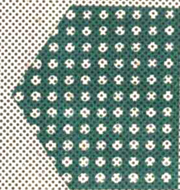
نگران اعلیٰ مفتی محمود

کیا عبوری حکومت کا نافذ کردہ اسلام بھی عبوری ہوگا؟

بے لاگ تبصرہ

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف فحش بکواس کا جواب

اور اس کے علاوہ:



ملتان کے لیل و نہار، حالات و واقعات، حضرت بنوری کے سوانح حیات، شہر شہر سے
اور قارئین کے خطوط کے علاوہ وہ کچھ جو آپ پڑھنا پسند کرتے ہیں — !!!



۳۰ ربیع الاول ۹۸ھ — ۱۰ مارچ ۱۹۷۸ء

قیمت ایک روپیہ

انقلاب آئیگا انقلاب آئیگا

یہ نظم تحریک نظام مصطفےٰ ؐ کے دوران
ڈسٹرکٹ جیل گجرات میں کہی گئی تھی

بے کسوں کی دعا، کا جواب آئے گا — ظالموں پر یقیناً عذاب آئے گا
انقلاب آئے گا انقلاب آئے گا

خونِ مظلوم کب تک بہے گا یہاں؟ — ان رذیلوں کو کب تک حجاب آئیگا
انقلاب آئے گا، انقلاب آئے گا

جس کو دیکھو پریشان و بیزار ہے! — دل یہ کہتا ہے پھر انقلاب آئے گا
انقلاب آئے گا انقلاب آئے گا

یہ اُداسی چمن پر رہے گی کہاں؟ — آخر اک روز اس پر شباب آئے گا
انقلاب آئے گا، انقلاب آئے گا

چھائے جاتی ہیں تاریکیاں چار سُو — روشنی کے لیے ماہتاب آئے گا
انقلاب آئے گا، انقلاب آئے گا

جذبۂ عشق دل میں تُو پیدا تو کر! — حسن آئے گا اور بے نقاب آئے گا
انقلاب آئے گا، انقلاب آئے گا

جس تغیر سے سرکار خائف ہو تم — غالباً وہ تغیر شتاب آئے گا
انقلاب آئے گا انقلاب آئے گا

پھر پکارا ہے دار و رسن نے ہمیں — لطف آئے گا اور بے حساب آئے گا
انقلاب آئے گا، انقلاب آئے گا

فخرؔ وہ دشمنانِ وطن بھی تو ہیں — نظم سُن کر جنہیں پیچ و تاب آئیگا
انقلاب آئے گا، انقلاب آئے گا

حکیم افتخار فخر

اداریہ



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۰
جمعۃ المبارک ۳۰ ربیع الاول ۹۸ھ، ۱۰ مارچ ۷۸ء
سرپرست
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
اکرام القادری
مدیر معاون
عمیر الہاشمی
بدل اشتراک
سالانہ ۴۵ ــــ روپے
ششماہی ۲۳ ــــ روپے
سہ ماہی ــــ ۵۰/۱۱ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ
[illegible]
جمعیت علماء اسلام پاکستان

عوام سے دردمندانہ اپیل

پاکستان اپنی عمر کے تیس سال گذار چکا ہے، لیکن معاملہ ہنوز روزِ اوّل والا ہے، بلکہ اس عرصہ میں ہم نے بہ حیثیت قوم کچھ حاصل کرنے کے بجائے کھویا ہے اور بہت کچھ۔!

وطن عزیز دو لخت ہوا اور ہمارے ماتھے پر ذلت و رسوائی کا ایک ایسا داغ لگا گیا جس کا ازالہ سات سمندروں کا پانی بھی نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ مسلمان قوم کی ۱۴ سو سالہ تاریخ میں شکست و ناکامی کے کئی واقعات نظر آئیں گے، لیکن ایسی شکست اور ایسی ناکامی کا سراغ مشکل ہی سے ملیگا۔ وہ ملک جو اسلامی نظامِ حیات کے نفاذ کے لیے معرض وجود میں آیا اور جس کی خاطر فرزندانِ اسلام نے مال و جان حتیٰ کہ عزت و آبرو کی ایسی قربانی پیش کی کہ جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملے گی۔ اس کے باسیوں نے ربع صدی سے کم وقت میں آپس میں گتھم گتھا ہو کر جگ ہنسائی کا سامان پیدا کیا اور پھر رسوائیاں اپنے دامن میں سمیٹ لیں۔

اگر کھونے اور نقصان کی داستان کو چھوڑ کر محض اتنے پر ہی اکتفا کیا جائے اور اسی ایک داغ ذلت کا ذکر کیا جائے تو بہت ہے لیکن صاحب یہاں تو تن ہمہ داغ داغ شد والا معاملہ ہے۔

عقاید و افکار کی دنیا یہاں مسخ ہوئی اور ایسے ایسے جاہل "علم و فکر" کی دنیا میں سند قرار پائے جو روحِ اسلام سے قطعاً نا آشنا اور بے عملی و بے اعتقادی کے مرض کے مریض تھے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس قسم کے افراد نے "عقاید و افکار" کے سلسلے میں اسلاف کے ورثۂ سنہری کو حرفِ غلط قرار دے کر اس کی جگہ خود ساختہ تصورات کو علم کلام اور عقاید کا نام دیا اور اس طرح حدیثِ نبوی ضلّوا فاضلّوا کے مصداق قرار پاتے۔

ہر دور کی حکومتیں جو اپنے معاملے میں انتہائی حساس و نازک واقع ہوتی ہیں یہ سارا تماشا دیکھتی رہیں ان کے سامنے اسلام اور اسلامی روایات کا مذاق اُڑایا گیا لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوئیں، بلکہ انہوں نے بعض ایسے افراد کو دودھ پلا پلا کر موٹا کیا جو اس سنگین جرم کے مرتکب ہوئے تھے اور خدا لگتی یہی ہے کہ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور اس طوفانِ بدتمیزی کے تھمنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

فکر و نظر کی دنیا میں اس بربادی کے بعد ظاہر ہے کہ دوسرے کسی مسئلہ پر سوچنا ہی غلط ہے، کیوں کہ جب بنیاد ہی غلط ہو تو پھر اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی والا معاملہ ہو جاتا ہے، اس لیے باقی کسی بھی معاملہ میں تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں محض اشارات کافی ہوں گے۔ اعمال کا معاملہ ہے تو اس میں قوم کا مجموعی مذاق خطرناک حد تک بگاڑ کا شکار ہو چکا ہے نماز جیسی اہم عبادات جس کے ترک پر قرآن و حدیث میں شدید وعیدیں آئی ہیں وہ ہماری عدم توجہی کا شکار رہے۔ معاشرہ کا انتہائی محدود طبقہ اس طرف متوجہ ہے باقی سب کی چھٹی۔ حالانکہ حکمران قیام صلوٰۃ کے ذمہ دار ہیں اور ان پر اسکی شدید ذمہ داری عاید ہوتی ہے، لیکن ہمارے حکمران الا ماشا اللہ خود ہی اس عمل کو شاید کارِ بے خیر سمجھتے ہیں، تب ہی تو وہ عیدِ قربان پر فوٹو کھچوانے کا شوق تو پورا کرتے ہیں۔ باقی کبھی انہیں مشغولِ سجدہ و بندگی نہیں دیکھا گیا۔ اب آپ سوچیں کہ جہاں مقتدر لوگوں کا یہ حال ہو تو عوام کو کون سمجھائے گا اور ان کو اقامتِ صلوٰۃ کا کون پابند کرے گا؟ خیال تھا کہ موجودہ حکومت اور اسکی قائم کردہ اسلامی مشاورتی کونسل اس سلسلے میں توجہ دے گی۔ اس نے بھی محض رسمی سفارش پر اکتفا کیا اور یہ کہہ کر بات ٹال دی کہ عبادات کے معاملے میں قانون نافذ نہیں کیے جا سکتے، بلکہ اس کے لیے سماجی انقلاب کی ضرورت ہے۔ جبکہ وہی کونسل زکوٰۃ کے معاملہ میں قانون نافذ کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے حالانکہ زکوٰۃ بھی عبادت ہے اور قرآن عزیز نے حکمرانوں کے فرائضِ اربعہ میں اقامتِ صلوٰۃ کے ساتھ ایتاء زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے۔

رمضان شریف کی سالانہ عبادت کے موقع پر اس ملک میں جو کچھ ہم نے دیکھا اس کو دیکھ کر دل کانپ اٹھتا

پرمیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

ہے کہ نہ معلوم اس توہین کی کیا سزا ملے گی۔؟

حج بھی عالمگیر اور مقدس عبادت رسم بن کر رہ گئی ہے۔ مخصوص الانواع سے کمائی کرنے والے عناصر ہر سال اس طرح عازم حرمین ہو جاتے ہیں جس طرح لاہور سے فیصل آباد جانا ہوتا ہے اور انہیں معاشرہ کی دکھی اور ستم رسیدہ مخلوق کی پریشانیاں نظر نہیں آتیں۔ اس کے علاوہ تجارت، زراعت اور سیاست کی دنیا کا جائزہ لیں تو آپ کو ہر جگہ خدائی قوانین کا مذاق اڑتا نظر آئے گا۔ آج مال کی عدم موجودگی میں محض فون کے ذریعہ لاکھوں کے سودے ہو جاتے ہیں، حالانکہ یہ سلسلہ قطعاً حرام ہے۔ اسی طرح ناپختہ پھل، ناپختہ سبزیاں، ناپختہ فصلیں بک جاتی ہیں اور کوئی نہیں سوچتا کہ یہ طریق کار اللہ کے نبی نے حرام قرار دیا ہے۔

ہماری زراعت چند افراد کی عیاشی کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے اور ایک غریب کسان جو سال بھر محنت مزدوری کرتا ہے اور ہر موسم کی سختی و تلخی برداشت کرتا ہے اسے سال کے بعد اتنا اناج بھی نصیب نہیں ہوتا کہ آرام کے ساتھ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے۔ !!

سیاست گالی گلوچ اور کردار کشی روزمرہ کا معمول بن گیا ہے، خدمت خلق کا جذبہ ختم ہو چکا ہے، تعلیم کے نام پر جہالت کا دھندا زوروں پر ہے مسلم ملک میں تعلیم کا دوہرا نظام اور دوعملی قوم کے لیے سوہان رُوح بنی ہوئی ہے اور پھر جب کبھی تعلیم گاہوں سے شرمناک قسم کی خبریں باہر آتی ہیں تو سر ندامت سے جھک جاتے ہیں۔

جبھی تو ہم نے کہا ہے کہ یہاں معاملہ "اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی" والا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ حالات کا نوحہ پڑھنے سے کیا بنے گا؟ یہ تو غم واندوہ کی داستان ہے اور محض داستان سرائی تو فائدہ مند نہیں اصل بات حالات کی اصلاح ہے۔

یہ اصلاح کیسے ہوگی، کیا محض خوش نما دعووں سے؟ جی نہیں! لمبی چوڑی چھے دار تقریروں سے؟ نہیں! تو پھر کس ذریعے سے اصلاح ہوگی تو صرف اسلام کو اپنانے سے! آج اسلام کو اپنانا کوئی نہیں، محض نعرے ہیں اور وہ ہر ایک لگاتا ہے اور یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء سے اب تک جاری ہے۔ سیاست باز لوگ عوام کی کمزوریوں کو جان چکے ہیں، اس لیے وہ موقع سے فائدہ اٹھا کر پھر اُڑن پنچھی کا کردار ادا کرتے ہیں اور ذرہ بھر نہیں گھبراتے۔ اگر عوام میں احتساب کی قوت ہوتی تو نہ مشرقی پاکستان الگ ہوتا اور نہ آج حادثے رونما ہوتے۔ حادثوں کے رونما ہونے کا سبب صرف اور صرف عوام میں احتساب کی قوت کا فقدان ہے اور ہم اسی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ تعمیر وطن، استحکام ملک اور سب سے بڑھ کر بقائے وطن کے لیے عوام کو اپنا کردار ادا کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے، اگر وہ اب بھی اپنا فرض نہیں پہچانیں گے تو افق پر تاریکیاں چھائی رہیں گی۔ اور بے عمل قوم کو کوئی مسیحا سنبھال نہیں سکے گا۔

خدا کے اصول اٹل ہیں جو کوشش کرتا ہے وہ پالیتا ہے، کوشش کرنے والوں پر اللہ رب العزت ہدایت و رہنمائی کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

اٹھیے بیدار ہو جائیے اور اس سے پہلے کہ کوئی شاطر آپ اور آپ کے ملک کی قسمت سے کھیلے آپ خود اس وطن کو سنبھال کر اس کی تعمیر اور اس میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جُت جائیے، اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت تمہارا ساتھ دے گی اور آنے والی دنیا کے ساتھ یہ دنیا بھی سنور جائے گی۔ فھل من مدکر

یہ اصلاحی کمیٹیاں

اصلاحی کمیٹیوں کا زور ہے، پنجاب میں یہ سلسلہ جاری ہے اور اخبارات میں ان کمیٹیوں کے ممبران کے نام آرہے ہیں، ان کے اجلاسوں کی خبریں آرہی ہیں وغیر ذلک ہم حیران ہیں کہ اس تکلف کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔؟ اور اگر یہ کام کرنا ہی تھا تو اس کے لیے وہی پرانا فرسودہ طریق کار کیوں اپنایا گیا۔؟

گستاخی معاف! پولیس اور اس قماش کے طبقات پر جہاں بھی اعتماد کیا جائے گا۔ وہاں خرابیاں ہی رُونما ہوں گی۔ ہماری پولیس نے کسی بھی دور میں اچھے کردار کا مظاہرہ نہیں کیا اور بھٹو کا دور تو اس اعتبار سے انتہائی تاریک تھا، لیکن حالات بدلنے کے ساتھ اس طرف کسی نے نظر نہ کی، بلکہ پولیس کو خاصا سراہا گیا اور اس کے لیے ذرائع ابلاغ پر خاصا پروپیگنڈہ ہوا، لیکن آپ نے دیکھ لیا کہ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات کی صورت میں سامنے آیا۔ آج کی پولیس کی کارکردگی دیکھنی ہو تو کراچی کی معصوم طالبہ ترنم کے والدین سے پوچھ لو کہ تمہارے جگر کا ٹکڑا چھن جانے کے بعد پولیس نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اور ہاں سوہدرہ (وزیرآباد) جاؤ جہاں ڈاکوؤں نے ڈاکہ ڈالا، گھر کی مستورات کی عزتیں لُوٹیں اور پھر پولیس نے انہی مظلوموں کو راہوالی کے بُوچڑ خانے میں بلا کر ذلیل و رُسوا کیا۔ اس پولیس اور اس قماش کے دوسرے طبقات کے ذریعہ محلوں، شہروں، گاؤں اور قصبوں سے "شرفا" کو چھانٹنا اور انہیں اصلاحی کمیٹی کا ممبر بنانا جو رنگ لائے گا اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اوپر سے نیچے تک تمام نوکر شاہی اپنے مخصوص روایتی انداز سے مصروف عمل ہے۔ وہی رشوت وہی سفارش، وہی اقربا نوازی، وہی لوٹ کھسوٹ اور وہی سُرخ فیتہ —— اور ہم ہیں کہ انہی پر اعتماد کیے بیٹھے ہیں۔ اور اب ان کے ذریعہ اصلاحی کمیٹیاں بنوا رہے ہیں۔ ہم بڑے احترام سے عبوری حکومت سے گذارش کریں گے کہ وہ اس مسئلہ پر نظرثانی کرے اور اس سے پہلے کہ یہ "اصلاح" فساد و شر کا ذریعہ بنے اس پروگرام کو ختم کر دے اور قوم کو اطمینان دلائے۔

قارئین ترجمان اسلام سے دعائے صحت کی درخواست

ہفت روزہ ترجمان اسلام کے ایڈیٹر جناب اکرام القادری صاحب کے صاحبزادے محمد عادل اکرام کی طبیعت گذشتہ ۲ ہفتے سے ناساز ہے، قارئین سے التماس ہے کہ بچے کی صحت کاملہ کے لیے خصوصی دعا فرمائیں۔ (کارکنان ادارہ)

قاری محمد ادریس
ہوشیارپوری ملتان

عبوری حکومت ؟
عبوری اسلام ؟



عمل احتساب کو شروع ہوئے ایک عرصہ بیت چکا ہے لیکن اس کے خاطر خواہ نتائج تاہنوز منظر عام پر اس طرح نہیں آسکے جس سے عوام کے شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے۔ اکتوبر ۷۷ء کے انتخابات کا کسی طور پر التوا جائز نہ تھا اس لئے کہ قومی سیاست کے افق پر ابھرنے والی دونوں سیاسی پارٹیاں بالکل اس کے حق میں نہ تھیں۔ چنانچہ سیاسی حلقے اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ پی۔ این۔ اے کے صدر مفتی محمود صاحب اور پی پی پی کی قائمقام چیئرمین نصرت بھٹو کا ایک بیان بھی ایسا نہیں جس میں انتخابات کو محض احتساب۔ اور پھر ایسے احتساب جس کی کوئی مدت معلوم نہ ہونے کی بنا پر ملتوی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہو' البتہ ان کی یہ رائے ضرور رہی ہے کہ احتساب کی اچھی روایت کو ہمیشہ کے لئے قائم ہونا چاہیئے اور اس کی حیثیت آئینی حیثیت ہونی چاہیئے۔ ورمارشل لاء کے کسی ضابطہ کی اس کو سہارے کی ضرورت نہیں۔ اگر اس بات کو سنجیدہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سیاسی رہنماؤں کو مارشل لاء حکومت سے احتساب کی درخواست کرنا' ان کی سیاسی موت کے مترادف ہوتا ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ سیاست دان ناکام ہو چکے ہیں اور ان کے پاس راہزنوں کے احتساب کے لئے کوئی فارمولا' کوئی طاقت اور قانون نہیں ہے۔ بہرحال اب یہ وقت گذرنے کے بعد معلوم ہو سکے گا کہ اکتوبر ۷۷ء میں انتخاب ہو جانا ملک اور قوم کے مفاد میں تھا' یا ان راہنماؤں کا موقف درست تھا جنہوں نے احتساب کا مطالبہ کر کے الیکشن ملتوی کروایا تھا جس کے نتیجے کے طور پر مارشل لاء کا طول پکڑنا قدرتی عمل تھا اور ان دونوں نظریوں کو سامنے رکھ کر مستقبل کا منصف مزاج مورخ پاکستان کی تاریخ رقم کرے گا اور اس احتساب کے نتائج تو جو ہوں گے سو ہوں گے مگر دیکھنا یہ ہوگا کہ ان راہنماؤں کا "ذکر خیر" تاریخ میں کس عنوان کے تحت ہوگا؟ اور جو پارٹیاں ان کی زیر قیادت ہیں ان کے مستقبل کو کن تاریکیوں سے واسطہ پڑے گا؟ اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ تاریخ کا دھارا بے رحم ہوتا ہے وہ ذات پات سے بالاتر ہو کر اپنے نقوش ماضی' مستقبل کے سپرد کرتا ہے۔

جنرل ضیاء الحق صاحب موصوف بیرکوں کو چھوڑ کر ملک میں محض انتخاب کرانے کے لئے آئے تھے مگر انہوں نے انتخاب کو چھوڑ کر احتساب شروع کر دیا اور اعلان کیا کہ حکومت چھ ماہ میں احتساب مکمل کر کے انتخاب کے ذریعہ اقتدار عوامی نمائندوں کو منتقل کر دے گی۔ اب چھ ماہ کا "طویل عرصہ" گزر چکا ہے مگر ابھی تک کسی ایک مقدمہ کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا۔ اور دوسرے مقدمات جو صرف مسٹر بھٹو کے متعلق ہیں عدالت نے یہ حکم جاری کیا ہے جب ان کے قتل کے کیس کا فیصلہ ہو جائے گا پھر دوسرے مقدمات کی سماعت شروع ہو گی۔ خدا معلوم یہ قتل کا فیصلہ کب ہوتا ہے؟ اگر اس کیس میں مسٹر بھٹو کے خلاف عدالت فیصلہ صادر کر دیتی ہے تو عدالتی روایت کے پیش نظر ان کو سپریم کورٹ میں اپیل دائر کرنے کا حق حاصل ہوگا اور پھر سپریم کورٹ کو اس فیصلہ میں کتنا وقت درکار ہوگا۔ اس کے متعلق بھی مستقبل مایوس کن ہے۔ بہرحال ان چھ ماہ کے احتساب کا کوئی نتیجہ سامنے نہیں آسکا۔ اب جنرل صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ "مثبت نتائج نکلنے کے بعد ہی انتخاب کرائے جائیں گے" اور اس سلسلہ میں ان کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ مثبت نتائج برآمد کب ہوں گے؟ اور کس معیار کے پیش نظر برآمد ہونے والے نتائج کو مثبت کہنا ہوگا۔ اور کیا پھر قوم بھی ان نتائج کو مثبت تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب آنے والا وقت دے گا۔

سیرت کانفرنس منعقدہ اسلام آباد میں جنرل صاحب نے جو تقریر فرمائی ہے اس میں انہوں نے ایسے عناصر کو تنبیہ کی ہے جو اسلامی نظام کے نفاذ کے راستہ میں رکاوٹ ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے مزید کہا کہ "ہم یہ ذمہ داری پوری کریں گے"۔

جہاں تک ملک میں امن و امان قائم رکھنے کا تعلق ہے اس سے تو انکار کسی بھی محب وطن کو نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ عوام کے جان و مال کے تحفظ میں ان کو پوری ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کرنی چاہیے۔ لیکن انہوں نے جو یہ بات کہی ہے کہ "اسلامی نظام کے نافذ کرنے میں ہم اپنی ذمہ داری پوری کریں گے" اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ اتنی بڑی ذمہ داری ہے جس سے کوئی ایک فرد عہدہ برآ نہیں ہو سکتا جب تک اس کو عوامی تائید و حمایت حاصل نہ ہو۔ جنرل صاحب موصوف مارشل لاء

تو ضروری ہیں اور "نظریۂ ضرورت" کے تحت ان کو عدالتی حمایت بھی حاصل ہے مگر بہرحال وہ عوامی منتخب لیڈر نہیں ہیں۔ اس لئے ملک کا ایسا مسئلہ جس کا عوام کے ساتھ بہت جذباتی لگاؤ ہے اور اس کے نتائج انتہائی عمدہ ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی نازک بھی ہیں آئندہ منتخب نمائندہ حکومت پر چھوڑ دیا جائے البتہ عمل احتساب کے ذریعہ ایسے افراد جن کو اسلامی نظام سے لگاؤ ہو ان کے لئے کچھ شرائط مقرر کردی جائیں کہ وہ تو آنے والے انتخاب میں حصہ لے سکیں۔ اور جو افراد اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے۔ اسلامی اقدار سے واقفیت نہیں رکھتے انہیں مکمل طور پر الیکشن میں امیدوار بننے کے لئے قانونی رکاوٹ حائل کردی جائے۔

بہتر ہے کہ اس سلسلہ میں ہائی کورٹ کے ججز پر مشتمل فل بنچ بنا دیا جائے جس میں پیش ہو کر اسلامی نظریات کا انٹرویو دینے کے بعد ہی ہر نمائندہ الیکشن میں حصہ لے سکے۔ اگر ہائی کورٹ کا یہ فل انتخاب کی راہ میں رکاوٹ نہیں ہوگا) ان کو فل بنچ کے سامنے پیش ہو کر انٹرویو دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن دوسرے بے داغ قسم کے لوگ جو اسلامی روایات کے حامل ہوں ان کو ہائی کورٹ کے فل بنچ کی منظوری کے بعد انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے اور جلد از جلد انتخاب کرانے کے بعد ملک کو کسی اور بحران سے بچایا جائے اور یہ تمام کارروائی دو ماہ کے اندر پورا کرانا گریز ہو۔

ایسے نمائندوں کا منتخب ہو کر آگے آجانا جو بعد میں اسلامی نظام کا نفاذ قانون ساز اسمبلی کے ذریعہ کریں۔ یہ کریڈٹ جنرل صاحب کے لئے اس سے زیادہ اچھا ہوگا کہ وہ بغیر عوامی تائید و حمایت کے خود اسلامی نظام کو نافذ کریں۔ گو عوامی سطح پر اسلامی نظام کو تائید و حمایت حاصل ہے لیکن اس کے نافذ کرنے والے کو قانون کی حمایت و تائید بھی حاصل ہونی چاہیئے اور ان کے نافذ کردہ نظام کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا جبکہ ہے کہ نظام خواہ کتنا ہی بہتر سے بہتر کیوں نہ ہو جبکہ اس کو چلانے والے اہلکار نہیں ہوں گے ملک میں فلاح و بہبود کا دور دورہ نہ ہو سکے گا۔ ورنہ صرف "اسلامی نظام" کی حد تک تو ہزاروں کتابوں میں اسلامی نظام بہتر سے بہتر شکل میں موجود ہے اس لئے ایسے حالات میں عوام اپنی مشکلات اور حالاتِ ناگفتہ بہ کے پیش نظر کو جوں کا توں دیکھتے ہوئے براہ راست اسلام کو بدنام کریں گے۔ اس لئے اس کو نافذ کرنے والی کوئی پارٹی میدان میں نہیں ہوگی جو اپنی ناکامی کی ذمہ داری قبول کرے مگر اسلام کے دامنِ عفت پر کوئی دھبہ نہ آنے دے۔ اس لئے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ اس کو نافذ کرنے والی طاقت اور ذمہ دار افراد کسی نہ کسی پارٹی میں منسلک ہوں تاکہ ناکامی کی صورت میں اس پارٹی کو مسترد کیا جا سکے، اور اسلامی نظام نافذ کرنے والی کسی دوسری

جنرل صاحب کے نافذ کردہ اسلامی نظام کو ہر کوئی عدالت میں چیلنج کرسکتا ہے

بنچ اس کے مبلغ علم کو دیکھ لیتا ہے اور اسلامی نظام کے لئے وہ شخص موزوں نہیں تو اس کو انتخاب کے لئے نااہل قرار دے دیا جائے۔ اس طریق سے آئندہ منتخب نمائندہ حکومت بہتر طریق سے ملک کو اسلامی نظام دے سکے گی اور موجودہ طریقِ احتساب سے اس طریق پر اہلیت و صلاحیت کی بنیاد پر انتخاب میں حصہ لینا یہ زیادہ موزوں ہوگا۔

سابقہ دورِ حکومت کے بدعنوان و بدکردار جو لوگ اس وقت مکافاتِ عمل کی بنا پر احتساب کے کٹہرے میں موجود ہیں ان میں بہرحال اسلامی نظام کے نفاذ کی اہلیت نہیں ہے اور ان کا سابقہ دورِ اقتدار اس بات کا شاہد عدل ہے کہ وہ اسلام کے لئے بہرحال کسی طریق سے بھی خیر خواہ نہیں تھے ان کا احتساب اپنی جگہ جاری رہے (اس طریق سے ان کا احتساب جنرل صاحب کے نافذ کردہ نظام کو ہر کر دم اٹھ کر عدالت میں چیلنج کر سکتا ہے۔ اس طریق کار سے عوام جس غیر یقینی حالات اور بے اطمینانی کیفیت کا شکار ہیں اس سے بھی کچھ گلو خلاصی ہو گی اور مستقبل کسی امید پر تعمیر کی طرف گر سکے گا۔

اگر جنرل صاحب موصوف خود اسلامی نظام کا اعلان فرما دیں اور اس سلسلہ میں کچھ احکامات (شرعی سزائیں وغیرہ) جاری کر دیئے جائیں اور حکومت کا طریق کار جو اب موجود ہے یہی جاری ہے کہ عدالتوں میں انصاف عنقا ہے۔ رشوت روز افزوں جرائم میں اضافہ ہے، مہنگائی بڑھ رہی ہے۔ قتل و اغواء کے واقعات رونما ہوتے رہیں تو اس کا لازمی مطلب یہ ہوگا کہ اسلام براہ راست اپنی ناکامی کا ثبوت دے۔ حالانکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت پارٹی کو آگے آنے کا موقع دیا جائے۔

موجودہ طریق کار سے یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی اگر کوئی پارٹی اسلامی نظام کے نفاذ میں ناکام ہو جاتی ہے تو اسلام اپنی جگہ کامیاب ہے اور پارٹی اس کے نفاذ میں ناکام ہوئی ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ جنرل صاحب احتساب کو عدالت کے سپرد کئے رکھیں لیکن انتخاب کا اعلان بلا تاخیر کریں اور اقتدار عوام کو منتقل کریں۔ اگر انتخاب کو چھوڑ کر عبوری حکومت براہ راست اسلامی نظام نافذ کرتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں جس طرح یہ حکومت عبوری ہے اسی طرح اس کا نافذ کردہ اسلام بھی عبوری ثابت ہوگا۔

محمد یعقوب شیخ

امروز کا "تنازعہ" حل ہوگیا
مولانا نیازی اور جنرل نیازی
مسلم لیگیوں کا مسلم لیگیوں کے ہاتھوں مسلم لیگ سے "اخراج"
جمعیۃ علمائے پاکستان کے رہنماؤں کی "معقول" باتیں
وقت آج بھی کسی شیخ الہند کا منتظر ہے
مفتی اعظم کی ملتان میں تشریف آوری
سامراج نے اقتدار کو محفوظ کرنے کی غرض سے فرقہ بندی کو ہوا دی تھی

ملک بھر کے مسلم لیگی رہنماؤں کی طرح ملتان مسلم لیگ بھی ہسٹیریہ زدہ ہے۔ ان کو دو قومی نظریہ، قومیتوں کے تصورات کی فرسودہ بحث سے فرصت نہیں۔ انہیں ولی خان سے بہت چڑ ہے جب کہ پیر پگاڑا۔ چوہدری ظہور الٰہی۔ خواجہ صفدر جیسے مسلم لیگی رہنما عبدالولی خان کے خلوص۔ سادہ طبیعت اور عوامی خصائل کے بہت معترف ہیں اور یہ بات تو ملکی سیاست کا سنگ میل ہے ناکہ صوبہ سرحد اور بلوچستان میں ولی خان اور جمعیۃ علمائے اسلام کو بہت مقبولیت حاصل ہے۔ ان صوبوں کے رہنماؤں کو یا ان مقتدر جماعتوں کو چھوڑ کر سیاست ممکن نہیں۔

پاکستان قومی اتحاد میں شامل ہر جماعت آزاد ہے کہ ملک بھر میں اپنی جماعتی تنظیم کو مضبوط بنائے۔ مؤثر بنائے اور سیاسی قوت حاصل کرے مگر اس بات سے احتراز کرنا چاہیئے کہ اتحاد میں شامل جماعتوں میں کسی ایک جماعت پر تنقید یا تنقیص کی جائے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ صوبہ سرحد میں اب NDP یا جمعیت علماءِ اسلام سیاسی قوت سے محروم ہے ان کو یا تو ملکی سیاسیات سے ریٹائر ہو جانا چاہیئے یا پھر کچھ وقت صوبہ سرحد یا بلوچستان میں گذارنا چاہیئے۔ جہاں تک اتحاد کا تعلق ہے تو ان دو جماعتوں کی طاقت بھی اتحاد ہی کی طاقت ہے اور اس سے اتحادی قوت میں اضافہ ہوتا ہے تو پھر اس طاقت کو کم کیوں بتایا جائے یا کنفیوژ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ عقل سلیم دے سیاست یقیناً ایک گیم ہے مگر یہ گیم تدبر۔ تحمل، بردباری۔ باہمی احترام۔ خلوص اور قومی و ملی مفادات اور نظام مصطفےٰ ﷺ کے احیاء کے لئے ہو۔

ذکر ہو رہا تھا ملتان کی مسلم لیگی قیادت کا۔ یہ لوگ بڑے ملنسار ہیں۔ مخلص ہیں۔ ذہین ہیں۔ فلسفی ہیں۔ دانشور ہیں۔ محب وطن اور پاکستان کے جانثار ہیں مگر ولی خان کے نام سے الرجک ہیں۔ ان کو دعویٰ ہے کہ مسلم لیگ میں اور بھی ہیں .... تو ملتان مسلم لیگ سے خارج کر دیئے گئے دوست محمد خان بابر۔ مرزا احمد یوسف کارٹر اور ان کے ساتھی۔ آج کے اخبارات نے تو حنیف رامے کی علیحدگی کا اعلان بھی شائع کیا۔ دیکھیں اس کے اثرات خود مسلم لیگ اور پاکستان قومی اتحاد کے لئے کیسے ثابت ہوتے ہیں۔ بہرحال اتحاد کے لئے اسے ایک المیہ ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ لفظ اتحاد کا تقاضہ تو ہے مکمل اتحاد اور زیادہ سے زیادہ اتحاد۔

ملتان میں امروز کا تنازعہ بھی خطرے کی علامت بنتا جا رہا تھا۔ اب یہ مسئلہ حل ہوگیا ہے اور جناب حمید اختر صاحب نے چارج سنبھال لیا ہے۔ ہڑتالی گروپ ایک ماہ کی زبردست آزمائش سے گذر کر پھر مصروف عمل ہو گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ کارکن حضرات ماضی کے تلخ تجربات اور نتائج کو نظرانداز کرتے ہوئے باہمی اتحاد و یکجہتی کو اپنائیں اور امروز کو آزاد و خودمختار جریدہ کی حیثیت سے ملک و ملت کی فلاح کا ذریعہ بنائیں۔

آج سے جمعیۃ علمائے پاکستان کے مقتدر رہنماؤں نے ملتان ضلع کا دورہ شروع کر دیا ہے۔ جمعیۃ علماء پاکستان کے مقامی رہنماؤں نے ان کے اعزاز میں جو دعوت استقبالیہ دی اس میں اتحاد کے مقامی احباب کو بھی مدعو کیا جب کہ یہ حضرات خود کسی تقریب میں نہ دیکھے گئے۔

بہرحال اس خیر سگالی کے جذبے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اتحاد میں شامل جماعتوں کے اکثر کارکن سمن آباد میں دیئے گئے استقبالیہ میں شریک ہوئے۔ کوٹ ادو میں انتہائی گندی زبان کے استعمال اور غصے و ناراضگی کے جذبات سے مغلوب ہو کر جو افسوسناک حادثہ ہوا اور اتحاد ہی کے کارکنوں کو اتحاد کے خلاف نعرے لگاتے لوگوں نے دیکھا تو سوجھ بوجھ کے مالک لوگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ آج ہی کے اخبارات میں بڑی بڑی سرخیوں سے یہ خبریں لگی تھیں کہ جمعیت علماءِ پاکستان ۴ مارچ کے اجلاس میں شرکت نہیں کرے گی۔

اس پس منظر میں ہم جمعیۃ علماءِ پاکستان کے استقبالیہ

میں شریک ہوئے۔ ملتان کی برکت کہہ لیجئے یا حسن اتفاق کہ جمعیۃ علماء پاکستان کے رہنماؤں نے بہت اچھے خیالات کا اظہار کیا اور جلسہ میں بار بار پاکستان قومی اتحاد کے نعرے لگے۔ مولانا نیازی اور جنرل نیازی دونوں اسٹیج پر بیٹھے تھے۔ جنرل نیازی نے تقریر سے معذرت ہی کر لی البتہ مولانا نیازی نے تقریر کی۔ ملک ساقی اور مولانا اوکاڑوی نے بھی خطاب کیا۔

ضرورت اتحاد: مولانا غلام علی اوکاڑوی نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جمعیۃ اتحاد میں شامل رہے گی۔ ہم نے مل کر نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے جو کام کیا ہے اسے مکمل ہونا چاہیئے۔ پاکستان قومی اتحاد کی کمیٹی نے جو تصفیہ ہم سے کیا ہے جنرل کونسل کی توثیق کے بعد ہم شامل ہوں گے۔ ہم کسی عہدے کے طلبگار نہیں۔ ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ جو فیصلہ ہو باہمی اتحاد اور اعتماد سے ہو۔ جب تک اس ملک میں نظام مصطفےٰ ﷺ نافذ نہیں ہو جاتا جمعیۃ علماء پاکستان اتحاد سے الگ نہیں ہوگی۔

نظام مصطفےٰ: مولانا عبدالستار خان نیازی نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ نظام مصطفےٰ ﷺ جلد سے جلد نافذ کر دیا جائے۔ اگر موجودہ حکومت یہ کام کرے تو یہ بڑی سعادت ہوگی۔

یہ سوال کہ ہم کیا کریں گے۔ ہم نظام مصطفےٰ ﷺ کو نافذ کریں گے۔ قانون بنانا بھی کام ہے مگر اصل کام قانون پر عمل کروانا ہے۔ مولانا نیازی نے کہا کہ تحریک میں جو شہید ہوئے انہوں نے اپنی جان نظام مصطفےٰ ﷺ کے لئے دی ہے نظام مصطفےٰ ﷺ جس قدر جلد نافذ کر دیا جائے بہتر ہے۔

۲۵ فروری شام ۴½ بجے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کار کے ذریعہ ملتان پہنچے۔ دارالحدیث مدرسہ قاسم العلوم میں طلباء اور بزم شیخ الہند کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا حضرت شیخ الہند کی بلندی کردار کا یہ واضح ثبوت ہے کہ انہوں نے فرنگی اقتدار سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اتنا بڑا جامع منصوبہ بنایا۔ ریشمی رومال کی تحریک حضرت کی نگرانی میں چلائی گئی تھی۔ اس تحریک سے حضرت کے عزم، ہمت اور استقلال کا پتہ چلتا ہے۔

شیخ الہند: اس دور میں بھی ضرورت ہے کہ حضرت شیخ الہند کے نقش قدم پر چلا جائے۔ وقت آج بھی کسی شیخ الہند کا منتظر ہے۔ آج بھی لوگوں میں صلاحیتیں ہیں۔ اچھے عالم اب بھی بن سکتے ہیں۔ اللہ کا پیغام آج بھی ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ در نبوت بند ہے در فیض تو بند نہیں۔ نبوت کے دروازے سے ہمیں رہنمائی بھی ملتی ہے اور فیض بھی! علوم نبوت جاری ہے۔ نہ علوم نبوت کے دروازے بند ہوئے ہیں اور نہ اللہ نے علوم کے دروازے بند کئے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آج زمانہ میں کوئی شیخ الہند نہیں، ان جیسا علم، تقوےٰ، طہارت، عزم استقلال، ہمت شجاعت جذبہ قربانی۔ توانائی کسی میں نہیں؟

علم حاصل کرو: زمانہ نفاقی کا آگیا ہے۔ لوگ بزرگوں کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اشرفی ہے کوئی قاسمی۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیضان کے دروازے بند نہیں علم حاصل کرو۔ محنت کرو۔ دقیق سے دقیق مسائل کو سمجھو۔ جو پڑھو اسے خوب سمجھو۔ ایک لفظ کے بعد دوسرا لفظ۔ محنت نہ کرنا، پڑھنا نہ۔ کتابیں ادھوری چھوڑ دینا یہ کوئی بات ہے۔ اگر عمل یہی ہے تو پھر کیوں لیتے ہو نام محمود الحسن کا!

اگر شیخ الہند بننا ہے۔ اشرف علی، حسین احمد مدنی مفتی کفایت اللہ اور انور شاہ بننا ہو تو ڈٹ جاؤ۔ عزم و استقامت کا ثبوت دو۔ حق کو سمجھ لو کہ یہ حق ہے تو ڈٹ کر مرو۔ گردن کٹ جائے مگر جھکے نہیں۔ مرجاؤ مگر قدم پیچھے نہ ہٹے۔ انسان کی زندگی ہے کیا وقت سے پہلے نہیں مرسکے۔ موت اس وقت آئے گی جو مقرر ہے۔ موت سے ڈرنا کوئی مسئلہ نہیں جب آتی ہے کمبخت تو آ ہی جاتی ہے بچا نہیں جاسکتا۔ آپ نے دیکھا نہیں لوگ کس طرح سینہ کھول کر لاہور کی سڑکوں پر کھڑے ہوگئے جن کے مقدر میں شہادت کا رتبہ تھا مل گیا پھر بندوق رک گئی اور شہادت کے متوالے جیت گئے۔ آرام کو ترک کردو۔ محنت کرو، شفقت کرو۔ آرام طلبی سے گریز کرو اس کے بعد نام لو شیخ الہند کا۔ حضرت شیخ الہند آرام نہیں کرتے تھے۔ یہ بہت مبارک نام ہے اپنے اندر صلاحیتیں پیدا کرو پھر نام لو۔ ورنہ شیخ الہند کا نام نہ لو۔ نہ نسبت کرو۔

طلباء سے شفقت: ہمارے دلوں میں آپ کی بہت عزت ہے۔ الفت ہے شفقت ہے بالکل اپنی اولاد کی طرح۔ آپ کی ہر ضرورت جو تعلیم سے متعلق ہو پوری کی جائیگی۔ ہم آپ پر حکومت کرنا نہیں چاہتے ہمارا سلوک وہی ہوگا جو باپ کا بیٹے سے ہوتا ہے۔ ہم حاکم نہیں اور نہ حکم چلائیں گے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ شوق کے ساتھ پڑھو۔ محنت کرو۔ آپکا احسان ہے کہ آپ آئے ہیں دین پڑھنے۔ ہمیں آپ سے بہت محبت ہے۔ میں تو محسوس کرتا ہوں کہ آپ سے کم درجہ کا آدمی ہوں۔ بہرحال آپ صلاحیت پیدا کرو۔ محنت کرو۔ پھر آپکو حق ہے کہ آپ شیخ الہند کا نام لیں حسین احمد مدنی کا نام لیں۔ صرف نام لینے اور نسبت اختیار کر لینے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عالم باعمل بنائے۔

جمعیۃ علماء اسلام کے قائد پاکستان قومی اتحاد کے صدر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمایا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ علماء پاکستان میں کوئی بنیادی نظریاتی اختلاف نہیں۔ اختلافی مسائل تو انگریز نے دور غلامی کو طول دینے کے لئے پیدا کرائے تھے۔ ہمارے مدارس میں ایک ہی نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ جب ہمارا نصاب تعلیم ایک ہے تو پھر اختلاف کس بات کا۔

میں نے تو مولانا شاہ احمد نورانی کو کہا تھا کہ ایک جماعت بنالیں اب بھی اختلافات کو ختم کرنے کا یہی علاج ہے۔ اگر خدانخواستہ پاکستان قومی اتحاد سے جمعیۃ علماء پاکستان الگ ہو جاتی ہے تو اس سے ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ علماء کے اتحاد کی صرف یہی صورت اب باقی ہے کہ پاکستان قومی اتحاد میں شامل رہا جائے۔ ابھی تک ہمارا مقصد پورا نہیں ہوا۔ منزل ہماری نظام مصطفےٰ ﷺ ہے۔ مقصد حاصل کئے بغیر الگ الگ ہو جانا بڑی بدقسمتی ہوگی۔

عوام نے جو قربانیاں دی ہیں وہ نظام مصطفےٰ ﷺ کو قائم کرنے کے لئے دی ہیں۔ نظام مصطفےٰ ﷺ کے نفاذ سے قبل جو جماعت بھی الگ ہوگی وہ نظام مصطفےٰ ﷺ سے غداری کرے گی اور جو نقصان بھی ملت اسلامیہ کو پہنچے گا اس کی ذمہ دار ہوگی۔

مفتی صاحب مدرسہ تعلیم الابرار میں علماء کونسل کی طرف سے دیئے گئے استقبالیہ میں تقریر کر رہے تھے۔ اس دعوت میں سید خورشید عباس گردیزی۔ مولانا عبدالقادر قاسمی حاجی ہدایت اللہ۔ خواجہ محمد افضل حق۔ چوہدری شوکت علی مولوی بشیر احمد شاد۔ راقم رپورٹ ہذا اور مدرسہ قاسم العلوم کے اساتذہ نے شرکت کی۔

مولانا ابوالحسن قاسمی نے مفتی صاحب کا خیر مقدم کیا اور اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ مولانا عبدالقادر قاسمی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان نے بھی تقریر اور اتحاد کی افادیت بیان کی۔

حالات و واقعات — **ابو عمار زاہد الراشدی**

مستحسن مگر ناکافی اقدام......



ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس گوجرانوالہ رینج چوہدری محمد رمضان نے سوہدرہ ڈکیتی کیس کے مدعی نیاز علی پر تشدد کر کے اصل واقعات چھپانے پر مجبور کرنے کے الزام میں سی آئی اے سٹاف گوجرانوالہ کے انسپکٹر محمد اسلم جوڑا سمیت پولیس کے ٦٨ افسروں اور اہل کاروں کو لائن حاضر کر دیا ہے۔ سوہدرہ ڈکیتی کیس کے سلسلے میں ڈی آئی جی پولیس کا یہ اقدام اس لحاظ سے مستحسن اور اطمینان بخش ہے کہ کیس کی انکوائری صحیح رُخ پر آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے اور بعض ناعاقبت اندیش پولیس آفیسرز نے تحقیقات کو غلط رُخ پر لے جا کر معاملہ کو گول کرنے کی جو مذموم کوشش کی تھی وہ بحمد اللہ ناکام ہو گئی ہے۔

اس سلسلہ میں وزیر آباد بار ایسوسی ایشن کے معزز ارکان اور قومی پریس کے بعض اخبارات و جرائد بالخصوص نوائے وقت اور اسلامی جمہوریہ نے جو مثبت اور جرأتمندانہ کردار ادا کیا ہے مذکورہ بالا کوشش کو ناکام بنانے میں اسے کلیدی حیثیت حاصل ہے اور ہر شہری اسے اطمینان اور حوصلہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔

اب جب کہ ڈی آئی جی پولیس نے ان تمام افسروں کو اور اہل کاروں کو لائن حاضر کر دیا ہے جو کیس گول کرنے کی سازش میں شریک تھے ہم ان سے گزارش کریں گے کہ صرف اتنا کافی نہیں ہے کیوں کہ نیاز علی اور اس کے مظلوم خاندان پر درندہ صفت ڈاکوؤں کے جبر و تشدد اور انسانیت سوز سلوک کے بعد اس پر پولیس کی طرف سے اس کی زبان بند رکھنے کے لیے دوہرا تشدد سنگینی کے لحاظ سے پہلے تشدد سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ اس لیے ایسا کرنے والے پولیس افسروں اور اہل کاروں کے خلاف باقاعدہ مقدمہ چلا کر انہیں اس جرم کی سزا دینا ضروری ہے، تاکہ آئندہ کسی پولیس افسر اور اہل کار کو کسی ایسی حرکت کا حوصلہ نہ ہو سکے۔

ریل کار اور بس کا تصادم

ٹریفک کے حادثات ویسے تو اب اس قدر عام ہو گئے ہیں کہ روزنامہ اخبارات کا کوئی صفحہ ان کی خبروں سے خالی نہیں ہوتا، مگر شاہدرہ کے قریب ریلوے پھاٹک پر ریل کار اور بس کے تصادم میں ہونے والے بے پناہ جانی نقصان پر ملک کا ہر شہری سوگوار اور غمزدہ ہے۔ حادثہ کے اسباب و عوامل کا کھوج لگانے کے لیے تحقیقاتی افسر مصروفِ عمل ہیں اور شاید یہ سطور شائع ہونے تک اس کی رپورٹ منظر عام پر آ چکی ہو۔

تاہم اس حادثہ میں جاں بحق ہونے والے شہریوں کے ورثاء و پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ہم حکومت سے یہ عرض کریں گے کہ ٹریفک کے روزمرہ حادثات کی روک تھام کے لیے موثر لائحہ عمل اختیار کیا جائے اور ان اسباب و عوامل کا سدِّ باب کیا جائے جو قیمتی جانوں کے اس قدر ارزاں ضیاع کا سبب بنتے ہیں۔ موت تو ہر شخص کی جہاں لکھی ہے وہاں آنی ہے، مگر جان کی حفاظت کرنے اور ہلاکت کے راستے سے بچنا ہر انسان کا فرض ہے اور اجتماعی طور پر انسانی برادری کو ہلاکت سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرنا حکومت وقت کا فرض ہوتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ شاہدرہ کے حادثہ کی لرزہ خیز سنگینی ایسے حادثات کی روک تھام کے لیے حکومت کی کوششوں میں ضرور تیزی پیدا کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ اس حادثہ میں جاں بحق ہونے والوں کی مغفرت فرمائیں، پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں اور زخمیوں کو صحت کاملہ عاجلہ سے نوازیں۔ (آمین)

قومی تعلیمی پالیسی

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مشیر برائے تعلیم محمد علی ہوتی نے گذشتہ روز پی پی آئی کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا ہے کہ قومی تعلیمی پالیسی کا جلد اعلان کر دیا جائے گا اور اس سلسلے میں تجاویز کو آخری شکل دے دی گئی ہے۔

عبوری حکومت کی قومی تعلیمی پالیسی کے بارے میں تو اس کے سامنے آنے کے بعد ہی کچھ عرض کیا جا سکے گا لیکن اس ضمن میں ہم یہ عرض کرنا اور اس امر کو ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ تعلیمی مسائل کے سلسلے میں پالیسی کے لیے تجاویز پر غور و خوض کرنے کی غرض سے گذشتہ دنوں جو کانفرنس منعقد ہوئی تھی اور تعلیمی کمیشن قائم کیا گیا تھا اس میں اسلامی و عربی تعلیم کے اس پورے نظام کو نظر انداز کر دیا گیا تھا جس کی شاخیں ملک کے طول و عرض میں قائم ہیں اور مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں مدارس مصروف عمل ہیں اور قومی سطح پر تعلیمی پالیسی کے تعین میں اس نظام کو نظر انداز کرنا کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہے اور نہ ہی اس نظام کو اعتماد میں لیے بغیر بنائی ہوئی پالیسی کو قومی پالیسی قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس لیے جناب محمد علی خان ہوتی سے گذارش ہے کہ وہ اس صورت حال کا از سرِ نو جائزہ لیں اور اسلامی و عربی مدارس کے ملک گیر نظام کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے قومی تعلیمی پالیسی کے تعین کے سلسلہ میں انہیں بھی اعتماد میں لیں اور ان کا نقطۂ نظر بھی سماعت فرمائیں تاکہ وہ صحیح معنوں میں ایک قومی پالیسی کے تعین کی طرف آگے بڑھ سکیں۔

ایک نئی ملکۂ ترنّم

پی پی آئی کی ایک خبر کے مطابق گذشتہ روز کوئٹہ میں بلوچستان آرٹس کونسل کی طرف سے معروف گلوکارہ ناہید اختر کو سونے کا تاج پہنایا گیا!

اسلام کے نام پر بننے والے ملک اسلامی جمہوریہ پاکستان میں جس کا سرکاری مذہب اسلام ہے نئی نسل کو نظریاتی و اخلاقی لحاظ سے مفلوج کرنے اور جنس و رومان کا دلدادہ بنانے میں ہمارے گلوکاروں اور گلوکاراؤں نے جو کردار ادا کیا ہے وُہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آرٹ اور ثقافت کے نام پر ان لوگوں نے فحش گوئی اور ہیجان انگیزی کی مہم کو جس طرح آگے بڑھایا ہے۔ اس کے اثرات نوجوان نسل میں نمایاں نظر آرہے ہیں اور آنکھیں بند کرکے اس مہم کی ہلاکت خیزی کی شدت کو کم نہیں کیا جاسکتا اور ستم بالائے ستم یہ کہ آرٹ اور ثقافت کے نام پر کھیلے جانے والے بے ہودگی کے اس عمل کو سرکاری سرپرستی اور پشت پناہی حاصل ہے اور یہ سب کچھ قومی سرمایہ کے بے دریغ استعمال سے ہو رہا ہے۔

اس سے قبل نورجہاں نامی ایک ملکۂ ترنم کو ریڈیو اور ٹی وی جیسے قومی نشریاتی اداروں پر اجارہ داری حاصل تھی اور اب بے ہودہ گوئی میں اسے پیچھے چھوڑ دینے والی ایک اور صاحبہ تشریف لاکر سونے کے تاج کی حقدار ٹھہری ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حالت پر رحم فرمائے۔

متحدہ عرب امارات کا نیا فیصلہ

رائٹر کی ایک خبر کے مطابق متحدہ عرب امارات کی حکومت نے حصول روزگار کے لیے آنے والے محنت کشوں کے لیے جو نیا قانون بنایا ہے اس کی رُو سے ان تمام افراد کو ملک بدر کردیا جائے گا جن کے پاسپورٹوں پر لکھے ہوئے پیشے اور ملازمت کے ویزاؤں میں درج شدہ پیشوں میں مطابقت نہیں ہوگی۔

کچھ عرصہ سے حصول روزگار کے لیے ملک سے باہر جانے کے رجحان نے جو وسعت اور ہمہ گیری پیدا کی ہے اس کے پیش نظر مذکورہ بالا ضابطہ کا اثر سب سے زیادہ شاید پاکستانیوں پر پڑے، کیونکہ ناعاقبت اندیش ایجنٹوں اور غیر ذمہ دار ٹریول ایجنسیوں نے ہر جائز و ناجائز طریقہ سے لوگوں کو دوسرے ممالک میں پہنچانے کے دھندے کو باقاعدہ کاروبار کی شکل دے رکھی ہے اور ہزاروں پاکستانی اس مذموم کاروبار کے نتیجے میں بیرون ملک نہ صرف خود پریشان ہوتے ہیں، بلکہ ملک و قوم کے لیے بدنامی اور رسوائی کا باعث بھی بنتے ہیں۔

ہم اس سے قبل بھی ان کالموں میں اس رائے کا اظہار کرچکے ہیں کہ بیرون ملک جانے کے اس رجحان اور کاروبار کو کسی نظم و ضبط اور نظام کے دائرہ میں لانا ضروری ہے اور حکومت کو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر اس سلسلہ میں ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے تاکہ باہر جانے والی افرادی قوت ملک و قوم کو اقتصادی لحاظ سے فائدے کا ذریعہ بننے کے ساتھ ساتھ قومی وقار اور ملکی عزت کے لیے بھی مفید ثابت ہو۔

اس رائے کے اعادہ کے ساتھ متحدہ عرب امارات کے نئے ضابطے کے سلسلے میں حکومت سے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ اس سے متاثر ہونے والے پاکستانیوں کو مزید نقصان اور جگ ہنسائی سے بچانے کے لیے فوراً کوئی موثر اور ٹھوس قدم اٹھایا جائے۔

اشٹام پیپروں کی کمی

صوبائی محکمہ اطلاعات نے ایک پریس ریلیز میں بتایا ہے کہ پاکستان سیکورٹی پرنٹنگ کارپوریشن کو کم قیمت کے اشٹام پیپروں کی تیاری میں کچھ دشواریاں پیش آرہی ہیں جس کے باعث ان میں کمی واقع ہوگئی ہے۔

اس ضمن میں عرض ہے کہ کمی صرف کم قیمت کے اشٹام پیپرز ہی کی نہیں، بلکہ کچھ عرصہ سے سرکاری طور پر چھپنے والی بعض دیگر اشیا، بالخصوص ڈاک کے لفافے اور کارڈ بھی مارکیٹ سے غائب ہیں۔ اور لوگ اس سلسلے میں پریشانی کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس لیے حکومت کو اس اہم مسئلہ پر فوری توجہ دیتے ہوئے ڈاک کے لفافوں، پوسٹ کارڈز، اشٹام پیپرز اور دیگر سرکاری فارموں کی بروقت فراہمی کا انتظام کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں پیدا شدہ دشواریوں کو دور کرنے کے لیے فوری طور پر اقدامات کرنے چاہئیں۔

ڈپو ہولڈروں کی گرفتاری

مارشل لاء انتظامیہ ان دنوں آٹا بلیک کرنے والے ڈپو ہولڈروں کی چیکنگ کی کارروائیوں میں مصروف ہے۔ اور اسی مہم کے سلسلے میں مارشل لاء کی ایک معائنہ ٹیم نے لفٹیننٹ کرنل مسٹر مسعود کی نگرانی میں سمن آباد ڈپو ہولڈر نواب دین کو گرفتار کرلیا جس نے ۴۸ بوری آٹا ڈپو پر لانے سے پہلے ہی بلیک میں فروخت کرایا تھا۔ ڈپو ہولڈروں کو راہ راست پر لانے اور راشن کی تقسیم کے نظام کو درست کرنے کی اس مہم سے محسوس ہوتا ہے کہ غالباً عبوری حکومت راشن کی مصنوعی قلت پر قابو پانے میں بہت جلد کامیاب ہوجائے گی اور سرکاری گوداموں سے گندم کی پوری مقدار میں فراہمی کے باوجود لوگوں تک آٹا نہ پہونچنے کے اسباب پر کنٹرول کرلیا جائے گا۔ تاہم مارشل لاء کو اس طرف توجہ دلانا بھی شاید نامناسب نہ ہوگا کہ ڈپو ہولڈروں کے علاوہ بھی اس گڑبڑ میں کچھ لوگ ملوث ہیں، کیونکہ کوئی ڈپو ہولڈر محکمہ خوراک کے متعلقہ افسروں کے اشارہ یا مرضی کے بغیر بلیک میلنگ کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اس لیے ڈپو ہولڈروں پر مضبوط گرفت کے ساتھ ساتھ راشن کی تقسیم کے نظام کو کنٹرول کرنے والے فوڈ آفیسرز کی کارکردگی پر نظر رکھنا بھی ضروری ہے تاکہ ڈپو ہولڈروں کو بلیک سے باز رکھنے کی مہم کہیں اوپر جاکر ناکامی کا شکار نہ ہوجائے۔

دیہات میں اطبّاء کا تعیّن

پاکستان طبی کانفرنس کے جنرل سیکرٹری جناب حکیم آفتاب احمد قریشی نے گذشتہ روز ایک بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ نوجوان فارغ التحصیل اطباء کی خدمات حاصل کی جائیں۔ اور انہیں دیہی شفاخانوں میں متعین کیا جائے۔ کیوں کہ دیسی طب مفید، موثر اور کم خرچ ہے۔

ہم حکیم صاحب موصوف کے اس مطالبہ کی حمایت کرتے ہوئے یہ عرض کریں گے کہ دیسی طب کم خرچ اور موثر ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے قومی مزاج کے بھی قریب ہے اور اب بھی عملاً ہمارے دیہات میں لوگوں کا زیادہ تر انحصار دیسی طریق علاج پر ہے۔ اس لیے اسی طب کی بھرپور سرپرستی کرتے ہوئے دیہات بلکہ شہروں میں بھی دیسی طب کے فارغ التحصیل نوجوانوں کی خدمات سے فائدہ اٹھانا اور انہیں سرکاری سطح پر لوگوں کے علاج معالجہ کے مواقع فراہم کرنا ضروری ہے، تاکہ ایلوپیتھک

ابن الحسین محمد اسلم شیخوپوری

مقدس زندگی کی ایک جھلک

میں نے حضرت العلامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ پاکیزہ کے کچھ انداز، کچھ تیور، کچھ رُخ، کچھ عنوان واضح کرنے اور حیاتِ درویش کے چند خاکوں میں رنگ بھرنے کی ناتمام کاوش کی ہے اس میں مَیں کہاں تک کامیاب ہُوا ہُوں؟ فیصلہ قارئین کریں گے

(شیخوپوری)

زیرِ نظر مضمون سیّدنا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے چند ایسے واقعات ذکر کر رہا ہوں جن کے آئینے میں آپ کے اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار کو دیکھا جا سکتا ہے اور جن کو سامنے رکھ کر شیخ العرب و العجم کی بلند نگاہی، عالی حوصلگی، فکری پختگی، جہاد و سرفروشی زہد و تقوےٰ، خلوص و استغنا، ذکاوت و ذہانت رفعتِ خیال، حریتِ ضمیر، ضبطِ نفس، کسرِ نفسی اور نفس کشی کا کچھ کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ "کچھ کچھ" کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا ہے کیونکہ حضرت جیسی جامع الصفات شخصیت کے اصلی تعارف کے لیے ایک مضمون یا ایک کتاب کافی نہیں، آپ کی زندگی کے کتنے ہی واقعات ہیں اور آپ کی سیرت کے کتنے ہی پہلو ہیں جن پر آپ کے خلوص اور عزت و شہرۃ استغنا، نے حجابِ خفا ڈال رکھا ہے۔ ہم نے تو آپ کی کتابِ زندگی کا سرسری اور ظاہری سا مطالعہ کیا ہے یا دور رس نظر رکھنے والے اساتذہ کرام سے آپ کے متعلق سنا ہے، لیکن اس ہیچ میرزی کے باوصف ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہمارے حضرتؒ ایک نکتہ رس مفسر، باریک بین محقق، پاک زبان محدث بلند پایہ عالم، وسیع المطالعہ تاریخ دان، بے نظیر متکلم، بدیع المثال اصولی، نکتہ سنج ادیب، صاحب طرز شاعر، مثالی قاید اور مصلحِ اعظم تھے، زہد و تقویٰ کی تصویر، وقار و تمکین کے پیکر، علم و ادب کے رمز شناس [illegible] سیاست کے امام، علوم نبوت کے بے مثال نقیب علم و عرفان کے مایہ ناز امین اور عظیم المرتبت مومن تھے آپ کی آنکھوں میں حیا کی روشنی، جبیں پر نورِ ربانی چمک، گفتار میں متانت کی آمیزش، رفتار میں انکساری کی جھلک، کردار میں کوثر و تسنیم کی پاکیزگی عزائم میں ہمالہ کی سی پختگی، سیرت میں اخلاق نبوی کی چاشنی اور خیالات میں بلندی تھی! اور ان تمام اوصاف و کمالات پر آپ کا خلوص حاوی تھا، جبیں پر شکن پڑی یا ہونٹ تبسم آشنا ہوئے، کسی کو ڈانٹ پلائی یا تحسین و آفرین کے کلمات صادر فرمائے، تبلیغ کی یا تدریس، وعظ کیا یا عمارت و قیادت، آپکی زندگی کے ہر پہلو اور ہر انداز پر خلوص کی چھاپ صاف دکھائی دیتی ہے، آپ کے سفرِ زندگی کی ہر منزل پر خلوص کے پرچم لہراتے نظر آتے ہیں۔

اسی خلوص اور رضائے الٰہی کی طلب کے جذبے نے آپ کے لیے زندگی کی بہت سی مشکلات کو آسان اور مصائب و حوادث کو سہل کر دیا تھا۔ عیش و فراوانی اور راحت و آرام کی شاہراہیں آپ کی قدم بوسی کے لیے بےتاب تھیں، عزت و شہرت اور عقیدت و ارادت کو حاصل کرنا آپ کے لیے کوئی مشکل امر نہ تھا، لیکن آپ نے آبلہ پائی کے لیے ایسے صحرا، کا انتخاب کیا جہاں قدم قدم پر مصائب کے پہاڑ اور مصائب کے اژدہے تھے، نہ کوئی ہمسفر تھا، نہ پُرسانِ حال،

لیکن ان مصائب کے اس پار جنت کی بشارت تھی۔ رضائے الٰہی کا مژدہ جانفزا تھا اور وہ سب کچھ تھا جو حیاتِ مومن کا مقصدِ وحید ہے۔ اس منزل تک پہونچنے کے لیے آپ نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ اور ان تمام صلاحیتوں کو داؤ پر لگا دیا جو فطری طور پر آپ کو ودیعت ہوئی تھیں۔ کیا درج ذیل واقعات سے یہی کچھ معلوم نہیں ہوتا۔؟

جُرأت و مردانگی

حضرت بنوری فراغت کے بعد ایک عرصہ تک سیاست میں بھرپور دلچسپی لیتے رہے۔ جمعیۃ علماء سرحد کے ناظم منتخب ہُوئے۔ اپنی پرخلوص اور مدلل تقاریر سے عوام کو ایک نیا شعور اور احساس دیا۔ دلوں میں اسلامی محبت اور دینی معرفت کی شمع روشن کی [illegible] وادی سیاست کے پُرخار میدان میں [illegible] مصائب کو بصد صبر و تحمل برداشت کیا۔ [illegible] کے بیہودہ اور بے بنیاد الزامات کو مسکرا کر سنا [illegible] گرفتاری کی نوبت بھی آئی، لیکن جذبۂ صادقہ میں کسی قسم کی لچک اور کمزوری نہ آئی۔ آپ کے [illegible] ایک واقعہ مولانا لطف اللہ [illegible]

جرأت رہمت اور شجاعت و مردانگی کا پتہ چلتا ہے۔ اسلامیہ کالج پشاور میں قادیانیوں نے اپنے کارندوں کے تعاون سے ایک جلسۂ عام کا اہتمام کیا حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے تلمیذ ہونے کے ناطے سے مولانا بنوری کے دل میں قادیانیوں کے خلاف عام مسلمانوں سے کہیں زیادہ نفرت تھی۔ اس لیے مولانا بنوریؒ کو اس جلسہ کے انعقاد پر انتہائی پریشانی تھی اور ہم دونوں نے اس جلسہ کو غیرت اسلامی کے لیے ایک چیلنج تصور کیا اور اس کے مضر اثرات اور زہریلے نتائج سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے مذکورہ جلسہ کو ناکام کرنے کی ٹھانی۔ جلسہ کے روز میں اپنے تلامذہ کو اور مولانا بنوریؒ اپنے متعلقین کو لاٹھیوں سے مسلح کرکے جلسہ گاہ میں پہونچ گئے۔

جلسہ کے آغاز میں منتظم جلسہ نے اس اجتماع کی صدارت کے لیے ایک قادیانی کا نام پیش کیا۔ صدرِ جلسہ کا نام سنتے ہی مولانا بنوری کمال شجاعت و مردانگی سے اٹھے اور اعلان کیا کہ اس اجتماع کی صدارت مولانا عبدالمنان صاحب کریں گے۔ میں نے مولانا کی تائید کردی۔ ہماری اس دلیرانہ حرکت نے قادیانی منتظمین کو آپے سے باہر کردیا۔ ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور آنکھیں انگارے بن گئیں۔ وہ تلملا کر بولے "صدارت کی نامزدگی کا حق تمہیں کس نے دیا ہے" تو تکرار شروع ہوگئی۔ اسی اثنا میں ایک کڑیل قادیانی نا موقعی سے میری پیٹھ پر حملہ آور ہوا لیکن اس نے ابھی لاٹھی اٹھائی ہی تھی کہ ہمارے احباب و تلامذہ نے اسے پکڑ لیا اور اس کے ساتھ ہی ہمارے دیگر رفقاء بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے قادیانیوں کی وہ درگت بنائی کہ انہیں بھاگتے ہی بنی، چنانچہ جلسہ گاہ پر ہمارا قبضہ ہوگیا مرزائی اپنی ذلت و پسپائی پر باہر کھڑے دانت پیس رہے تھے، حتی کہ جلسہ گاہ میں اپنی بچھائی ہوئی دری لینے کی بھی ان کو ہمت نہ ہوئی، اور ان کی بجاجت اور منت سماجت کے بعد دری ہم نے ان کو واپس کی۔ اس واقعہ کے بعد مرزائیوں کو جلسہ کرنے کی کبھی ہمت نہ ہوئی —!!

کفن بردوش سپاہی

اس میں شک ہی کیا ہے کہ شیخ کے دل میں جذبہ ایمانی اور ولولۂ جہاد تھا، آپ غیرت کا شوخ شعلہ اور جرأت کی موج برہم تھے، فتوت کردار اور شجاعت وثار تھے، اگر ہم اس سے انکار بھی کریں تو واقعات ہماری تردید کردیں گے۔ ختم نبوت کی تحریک جس وقت زوروں پر تھی، شہروں پر موت کا سا سناٹا طاری تھا، پوری قوم آس و یاس کے جھمیلوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ امید و بیم کی دھوپ چھاؤں سی تھی۔ پاکستان کا ہر باغیرت شہری کسی نہ کسی طور پر اس مقدس تحریک میں شریک تھا اور کاروانِ تحریک کے قائد ہمارے حضرتؒ ہی تھے۔ اس وقت کا ایک واقعہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے یوں بیان کیا ہے:

> ان دنوں حضرت پر سوز و گداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی وہ الفاظ کے جامۂ تنگ میں نہیں سما سکتی، تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرتؒ نے کراچی سے ملتان، لاہور، پنڈی، پشاور تک کا کیا اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ کراچی سے رخصت ہوئے تو حضرت پر بے حد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی حسن صاحب سے فرما رہے تھے: مفتی صاحب! دعا کیجیے حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائیں۔ میں کفن ساتھ لیے جا رہا ہوں۔ مسئلہ حل ہوگیا تو الحمد للہ! ورنہ شاید بنوری زندہ واپس نہ آئے گا۔ حق تعالیٰ نے آپ کے سوز دروں کی لاج رکھ لی اور قادیانی ناسور کو جسدِ ملت سے کاٹ کر جدا کردیا۔"

ماہنامہ بینات ذی الحجہ ۱۳۹۷ھ

اس کے بعد بدیع المثال تحریک — تحریک نظام مصطفیٰ چلی جس میں ہر طبقہ، ہر جماعت اور ہر فرد شریک تھا، کیوں کہ واقعات ہی کچھ ایسے تھے کہ ہر پاکستانی کی خواہش تھی کہ ظالم حکمران کے خلاف اٹھنے والی اس جرأت مندانہ تحریک میں اس کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہو۔ اس عام جذبہ سے دینی مدارس کے طلبا بھی مستثنیٰ نہ تھے، طلبا صرف جذبات کی رو میں بہہ رہے تھے لیکن حضرت کی دور بین نگاہ ان خطرات کو دیکھ رہی تھی جن کا سامنا کرنا پڑتا اگر فی الحال طلبا تحریک میں شامل ہو جاتے کیوں کہ اس طرح ان طلبا کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑتا جو بیرونی ممالک سے حصولِ تعلیم کے لیے مدرسہ ہذا میں آئے ہوئے ہیں۔ اس نازک موقع پر حضرتؒ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> "اس وقت پاکستان کے حالات جس نازک دور سے گذر رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ہم حالات کا گہری نظر سے جائزہ لے رہے ہیں اور ہمیں حالات کی نزاکت کا احساس ہے۔ بعض طلبا تحریک میں شرکت کے لیے بے تاب ہیں، لیکن وہ صبر کریں ابھی تحریک ہمارے بغیر بھی چل رہی ہے، اگر ہماری ضرورت پڑی تو ہم بھی میدان میں نکلیں گے لیکن اس طرح نہیں کہ فحش گالیاں بکیں، گاڑیوں پر سنگ باری کریں اور عمارتوں کو آگ لگائیں، نہیں، بلکہ ہم علمی اور اسلامی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے وقار اور سنجیدگی سے نکلیں گے۔ وقت کا انتظار کرو۔ تعلیمی ہرج نہ کرو، تکرار اور مطالعہ میں مشغول رہو۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم بزدل نہیں۔ ہمارے دل میں بھی اسلام کی محبت اور دینی جذبہ ہے۔ وقت آنے پر آپ دیکھیں گے کہ بنوری کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا۔ اساتذہ تمہارے ساتھ ہوں گے اور تم ہمارے پیچھے ہوں گے۔ اگر مفتی محمود صاحب پاؤں زخمی ہونے کے باوجود تحریک میں حصہ لے سکتے ہیں تو لنگڑا بنوری بھی ان سے پیچھے نہ رہے گا۔"

اس کے بعد انتہائی جوش میں یہ شعر پڑھا:

فلسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا
ولکن علی اقدامنا تقطر الدما

غنائے نفس

ہمارے حضرت میں عزم کی ایسی مضبوطی، خلوص کی ایسی اسپرٹ اور ارادے کی ایسی پختگی اور استغنا

کا ایسا جوہر پایا جاتا تھا جس کی بدولت، آپ ہر قسم کی ترغیبات، اور مصائب کے باوجود زہد و استغنا کے راستے سے نہ ہٹائے جا سکے۔ زخارفِ دنیا کی چمک دمک، سیم و زر کی چکا چوند اور ظاہری لذائذ اور عارضی منافع کی کشش آپ کے پائے استقلال میں جنبش پیدا نہ کر سکی۔ انہوں نے اپنے علم و عمل، فہم و ذکا اور خداداد شہرت و عزت کو طلب زر اور حصولِ منفعت کے لیے کبھی استعمال نہ کیا۔

حضرت کا معمول تھا کہ تعلیمی سال کے آغاز میں قدیم و جدید طلبا کی تصحیحِ نیت کے لیے تقریر فرماتے جس میں طلبا سے یہ عہد لیا کرتے کہ وہ اس مدرسہ میں علم دین صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی، اسلام کی بقا اور حفاظت کی غرض سے حاصل کریں گے۔ اغراض دنیا اور ظاہری عیش و راحت کے حصول کی نیت سے نہیں اور علم دین کو نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بنانے والے کو اس نادان بچے کے ساتھ تشبیہ دیا کرتے جس کے ہاتھ میں اس کے باپ نے ایک گوہر نایاب تھما دیا ہو، مگر وہ کم فہم بچہ اس بے مثل موتی کے عوض دکاندار سے پھل لے کر خوش ہو جائے۔

اور بڑے غصہ سے فرمایا کرتے تھے:

"شقی اور ملعون ہے وہ شخص جو علم دین کو حصول دنیا کے لیے استعمال کرتا ہے ایسے بدبخت سے سر پر ٹوکری اٹھا کر مزدوری کرنے والا بدرجہا بہتر ہے۔"

اور پھر صریح الفاظ میں اعلان فرماتے:

- "جو طالب علم اس مدرسہ میں اسلامی شکل و شباہت اختیار کیے بغیر رہنا چاہتا ہے اور جس کے دل میں علم دین کے ذریعہ دنیا کو حاصل کرنے کی تمنا ہے اس کے لیے دروازے کھلے ہیں وہ ہمارے مدرسہ میں نہ رہے، ورنہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مدرسہ کے ساتھ بدترین خیانت ہوگی۔"

استغنا کا یہ اظہار آپ کے قول و گفتار ہی سے نہیں، بلکہ عمل اور کردار سے بھی ہوتا تھا، بلکہ ہیچمدان راقم کا تو دعویٰ ہے کہ حضرت کے ہاں عمل کا درجہ قول سے پہلے تھا۔ آپ پہلے کرتے تھے پھر کہتے تھے گویا قول عمل کا ترجمان بنتا تھا نہ کہ عمل قول کا۔

بسا اوقات ایسا ہوا کہ مال و دولت نے خود خواہش کی حضرت کی نظرِ طلب اس پر پڑے، لیکن اس کی یہ خواہش تمنائے خام اور آرزوئے ناتمام ہی رہی ایک مرتبہ چند متمول حضرات سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر لے کر حاضر خدمت ہوئے، انہیں یہ خوبصورت پتھر کسی پہاڑی علاقے سے ملا تھا اور اس پر کوئی عبارت بھی کندہ تھی جو مرور زمانہ کی وجہ سے صاف طور پر دکھائی نہ دیتی تھی، اس پتھر کی قیمت بقول شخصے لاکھ سے متجاوز تھی۔ آنیوالوں نے یہ کمیاب پتھر حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور اسے قبول کر لینے کی درخواست کی۔ لیکن حضرت نے یہ کہہ کر کہ:

"میں اس پتھر کو کیا کروں گا اگر تم نے ضرور ہی دینا ہے تو اسے بیچ کر پیسے فقرا میں تقسیم کر دو"

"میں کیا کروں گا" کے فقرہ میں بے نیازی کی جو مہک اور استغنا کی جو مہک ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں اور فقرا میں تقسیم کرنے کا حکم:

یُؤثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ۔

کی عملی تفسیر پیش کر رہا ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں۔

(درج بالا واقعہ میں نے بچشم سر دیکھا تھا)

شانِ استغنا قائم رکھنے کے لیے ہمارے حضرت اس قدر احتیاط برتتے کہ اگر کسی واقفِ حال دکاندار سے کوئی چیز خریدنا ہوتی تو جس فرد کے واسطے سے وہ چیز منگواتے اسے تاکید کر دیتے کہ دکاندار کے سامنے میرا نام نہ لینا۔ کہیں وہ میری وجہ سے مفت دینے کی کوشش نہ کرے۔ راقم کے سامنے کا واقعہ ہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے محمد اقبال نامی طالب علم کے سر پر ایک ٹوپی دیکھی جسے پسند فرمایا۔ آپ رحمہ اللہ کے استفسار پر اقبال نے اس دکاندار کا نام بتا دیا جس سے خریدی تھی۔ حضرت شیخ نے اقبال سے فرمایا میرے لیے بھی ایک ہی ٹوپی لیتے آنا، لیکن دکاندار کو یہ نہ بتانا کہ بنوری کے لیے خرید رہا ہوں۔ ورنہ وہ مفت دے دے گا۔

کس کس واقعہ کو تحریر کیا جائے۔ اس "درویش" کے کاشانہ پر تو شاہ بھی اپنے ہدایا کی قبولیت کے منتظر دکھائی دیتے ہیں، لیکن انجام کار انہیں حسرت و یاس کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ ایک سال پہلے غالباً دبئی کے حکمران کی جانب سے دربار ملاقات کی درخواست پر بھی آپ نے ملنے سے انکار کر دیا۔ علاوہ ازیں زندگی کے اس دور میں جب کہ آپ کی بے سروسامانی انتہا پر تھی۔ آپ کو حکومت کی جانب سے سفارتی سطح پر عہدہ پیش کیا گیا، لیکن آپ نے اسے قبول کرنے سے قطعاً انکار کر دیا۔ وہ شمع جس کی لو سے ایک جہان تیرہ و تار منور کیا جانا تھا، اور سمندر جس میں ہزاروں تشنگان علم کے لیے سامان سیرابی تھا کیسے ممکن تھا کہ اس کی روشنی سفارت خانہ کے در و دیوار میں محدود ہو جاتی اور اس کی روانی کے سامنے ملازمت کی دیوار حائل ہو جاتی۔

کیا ہمیں اس موقع پر تاریخ اسلام کا وہ بطلِ جلیل یاد نہیں آجاتا جس نے منصورہ کی ملازمت سے صرف اس لیے انکار کر دیا تھا کہ کہیں یہ عہدہ اور ملازمت میری حق گوئی اور ادائیگیٔ فرض کے لیے رکاوٹ ثابت نہ ہو۔ تاریخ حریت کے اس غازۂ حسن کو امام ابو حنیفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حریت ضمیر کا یہ بلند وصف اگر امام موصوف کے ایک مقتدی میں بھی پایا جائے تو ناممکن تو نہیں۔ افریقہ کے کسی ملک کا ایک سرمایہ دار حاضر خدمت ہوا باتوں ہی باتوں میں اس نے اپنی امارت اور فارغ البالی کا اظہار کیا اور سرمایہ دارانہ مزاج کے مطابق اپنے مال و زر کی کثرت اور کاروبار کی وسعت کا تذکرہ کیا اور پھر کہنے لگا کہ جتنا سرمایہ درکار ہو میں اس مدرسہ کو دینے کے لیے تیار ہوں۔ اظہار ایثار خوب تھا، مگر اس میں تعلّی اور تکبّر کی جو بو تھی حضرت رحمہ اللہ کے مزاج لطیف پہ گراں گزری۔ آپ نے اسے اس انداز میں جواب دیا کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور اسے یقین ہو گیا کہ ان "وارثان رسول" کے حضور ہمارے سیم و زر کی کوئی اہمیت نہیں اور ہمارا مال و دولت ان کی نگاہوں میں ریگِ صحرا سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا:

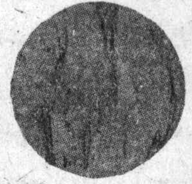
"مجھے تمہارے پیسے کی کوئی ضرورت نہیں میرا اللہ مجھ کو دے گا۔ یہ مدرسہ ہم نے اس کے توکّل پہ قائم کیا ہے۔"

بات دل سے نکلی تھی۔ دل پر اثر کر گئی شخص مذکور استغنا کے اس بدیع النظیر جوہر کا مشاہدہ کر کے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اپنی ملک واپسی کے

بعد اپنے بیٹے ... طلبا کو حصول التعلیم کے لیے حضرت رحمہ اللہ کی نیابت میں روانہ کر دیا۔ (ص) (ص)

ابوالفیض۔ کراچی ۴

نظام مصطفےٰ اور آج کا طالب علم



نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے طریقوں پر غور کرنے سے قبل ہمارے لیے ان اسباب کا تعین ناگزیر ہے جن کے باعث اطراف عالم اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہو گئے۔ اس لیے کہ پرہیز کے بغیر علاج بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے —— ان وجوہات کو تلاش کرنا ضروری ہے کہ تہذیب یونان اور رومی کلچر کے ویران کھنڈروں پر اپنے اعلام فتح و کامرانی گاڑنے والا یہ اسلام آج مفتوح و رذیل کیوں نظر آتا ہے۔ ان عوامل کی جستجو کی ضرورت ہے کہ جن کی بنا کر رات کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں گم کردہ راہ انسانیت کی رہنمائی کرنے والے ستاروں کے غروب ہونے کے بعد طلوع ہونے والے نیر اعظم کی ضیا پاشیوں سے اس دور کے چمگادڑوں کی آنکھیں کیوں محروم ہیں۔ یعنی ہمیں انسانی معاشرہ میں اس اسلام کے مضحکہ ہونے کے محرکات ڈھونڈنے چاہییں جس نے بجھی ہوئی یہودیت اور ٹمٹماتی ہوئی عیسائیت کے علی الرغم جہان کو اپنی لمعہ پاشیوں سے تاباں بنایا تھا۔

ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لیے ہمیں عصر گذشتہ کے قریبی ادوار کا تجزیہ کرنا ہوگا کہ ہوشیار قوم اپنے ماضی کے آئینے میں جھانک کر اپنے مستقبل کے خدوخال درست کیا کرتی ہے ویسے تو آج کے طالبعلم کی ذمہ داریوں کا تعین بھی عہد کہن سے متعلق ان اوراق کا محتاج ہے جن کو اس دنیا کے باسی باشندے تاریخ کا نام دیتے ہیں۔ تو آیئے کہ ہم ان پرانے مذہبی معاشی سیاسی، تعلیمی اور ثقافتی چرچوں کا مختصر جائزہ لیتے چلیں جن کے نقوش کو درس گاہِ نبویؐ کے طلبہ نے صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دیا تھا۔

غلبۂ اسلام سے قبل دنیا میں چند بڑی طاقتیں تھیں اور مختلف ادوار میں ان طاقتوں کے دنیا پر تسلّط کا یہ عالم تھا کہ حیات انسانیت کے ہر شعبے پر ان کی گہری چھاپ تھی

موضوع کی وسعت کے پیش نظر اس تجزیے کی جولانگاہ صرف عہد یونانی تک رکھوں گا۔

کلچر یونان

یونانی تہذیب کے نام کی جو چیز دنیائے انسانیت میں مشہور تھی وہ ان دیکھے حقائق کے بارے میں عقاید کے تنزل زل، روحانیت سے یکسر بیزاری دنیاوی مفادات کے گرد طواف اور نسل وطنیت کی پرستاری کا ذرا مہذب نام تھا اور ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ چاروں مختلف چیزوں "مکتۂ مادیت کے تفسیری خطوط ہیں

تہذیب یونان پر مادیت کی اس چھاپ کا اعتراف مغربی محققین خود بھی کرتے ہیں، چنانچہ جنیوا میں منعقد ہونے والی ایک کانفرنس میں ڈاکٹر ہارنیے "تمدن یورپ کیا ہے" کے عنوان سے جو مقالہ پڑھا تھا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ:

"یونان کے مذہب میں نہ روحانیت ہے، نہ باطنیت کا عنصر، نہ علم دین ہے نہ پیشوایان دین کا طبقہ"

اسی مشہور معروف مغربی محقق "لیکی" اپنی کتاب (تاریخ اخلاق یورپ) میں لکھتا ہے کہ:

"یونانی تحریک تمام تر عقلی اور دماغی تھی بخلاف اس کے مصری تحریک یکسر روحانی و باطنی تھی"

اور رومن مصنف (آپولیس) کا قول ہے کہ:

"مصری دیوتاؤں کی عزت آہ و زاری جبکہ یونانی دیوتاؤں کی رقص و سرود ہے"

"چپر" کہتا ہے کہ:

"اس میں شک نہیں کہ اس بات کے دوسرے جزو کی تصدیق تاریخ یونان میں قدم بہ قدم ہوتی ہے"

تہذیب رُوم

رومی دراصل یونانیوں کے جانشین تھے۔ یہ لوگ ملکی نظم و تنظیم اور فوجی قوت میں تو یونانیوں کو بہت پیچھے چھوڑ گئے تھے، لیکن علم و ادب اور تہذیب و تمدن میں وہ ان کے گرد پا کو بھی نہ پا سکے اور یہ ایک بدیہی امر ہے کہ ان تمام امور میں انہوں نے یونانیوں کی محض تقلید کرنی تھی اور پھر بہت جلد وہ وقت آیا جب کہ یونانی تمدن زندگی کے ہر شعبے میں رومی تمدن پر غالب آگیا۔ رومی تاریخ بتاتی ہے کہ رُومی اپنے عقاید کے بارے میں راسخ الایمان نہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ دیوتاؤں کا دنیا کے امور سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اس طرح ان کا مذہب کسی ہم آہنگی کے بجائے تضاد و تقابل سے عبارت تھا۔

مشہور مغربی مصنف سینٹ آگسٹائن حیرت

کے ساتھ کہتا ہے کہ :

" یہ رومی بت پرست مندروں میں تو
دیوتاؤں کی پوجا کرتے تھے اور تھیٹروں
میں ان کے ساتھ مذاق کرتے تھے"

اور اس مذہب کے لبادے کا اخلاقی اثر بتقاضائے فطرت ، بالکل مٹ گیا اور لوگ اشتعال کے عالم میں اپنے بتوں کی خوب تحقیر و تذلیل تک کرنے میں کوئی باک تک محسوس نہیں کرتے تھے ۔

میں اپنے مختصر مطالعہ کے حاصل کو بڑے اعتماد کے ساتھ یوں پیش کر سکتا ہوں کہ رومیوں کا مذہب و کلچر دراصل یونانیوں کے ان گھسے پٹے ورثوں کا مغویہ تھا جن کا تذکرہ میں قدرے اختصار سے کر چکا ہوں ۔ جرمنی کے مشہور نو مسلم محقق محمد اسد صاحب کی کتاب :

Islam at the cross road

سے میرے خیالات کی تائید ہوتی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ :

رومیوں کے تقلیدی دیوتا محض یونانی حکایات
وخرافات کی پھیکی نقل تھے ۔ انہوں نے
محض اپنی اجتماعی شیرازہ بندی اور قومی
وحدت کے خیال سے ان ارواح کو
تسلیم کیا تھا"

اور ڈاکٹر ڈریپر اپنی ایک کتاب میں اس مبحث کو پھیلانے کے بعد اس کا یوں خلاصہ نکالتے ہیں :

" الغرض روما کے نظام تمدن میں جاہ و
جلال کی ایک جھلک تو نظر آتی تھی ، لیکن
یہ جھلک اس نمائشی ملمع کے چمک کے
مشابہ تھی جو یونانی عہد قدیم کی تہذیب
پر چڑھایا گیا تھا"

عیسائیت

تیسرے نمبر پر عیسائیت کا دور ہے جس کے ابتدائی حصہ میں انہیں کافی کامیابی حاصل ہوئی ، لیکن آخری مرحلہ میں عیسائی بھی اس مہلک مرض کے شکار ہو گئے جو گذری ہوئی طاقت نے ان کے لیے بطور ورثہ چھوڑا تھا ۔ اور رفتہ رفتہ بت پرستی ان کے مقدس عقیدوں کی جگہ لیتی گئی ۔ حتیٰ کہ بقول ڈاکٹر ڈریپر :

" بت پرستی اور عیسائیت دونوں کی
باہمی کش مکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں کے
بنیادی قواعد شیر و شکر ہو گئے اور آلاً
ایک نیا مذہب تیار ہو گیا جس میں
عیسائیت اور بت پرستی دونوں کی
شانیں پہلو بہ پہلو جلوہ گر تھیں"

اور پھر وہ دور آیا کہ عیسائیت کے علمبردار ، رہبانیت کے علمبردار اقتدار کی ہوس اور اخلاقی انحطاط کے شکار ہو گئے ۔ اور بالآخر "کلیسا اور حکومت" دو جداگانہ حقیقتیں سمجھی جانے لگیں اور یوں تاریخ میں پہلی بار الہامی مذہب اور سیاست کا ٹکراؤ ہوا اور پھر تحریف و تبدیل کے باعث مذہب بھی ایسے تشتت کا شکار ہوا کہ اس کی شیرازہ بندی ناممکن نظر آنے لگی ۔

عزیزانِ گرامی میرا خیال ہے کہ میں انتہائی اختصار کے باوجود اس مادیت کی ہلکی سی تصویر کھینچنے میں کامیاب سمجھا جاؤں گا جس نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا اور جسے بعد میں تحریکِ روحانیت نے نیست و نابود کر دیا تھا ۔

تحریکِ اسلامی

ابتدائی دور میں یہ تحریک ایک مختصر سے مدرسے کی شکل میں تھی جو بعد میں کلیہ اور پھر جامعہ بنا ۔ ان مختلف ادوار کے طلبا نے دس سال تک خود کو سنبھالا ، اپنی کجیاں درست کیں ، نقشِ کہن کا اپنی ذات و ماحول تک صفایا کیا ۔ اور اس ضمن میں انقلاب کی پوری تیاری کی ، اس کے بعد یہ طلبہ اپنے استاد سمیت حق و صداقت کے اسلحہ سے لیس کر کئی بار باطل سے ٹکرائے اور پھر ان کے بلا واسطہ استاد کے سانحۂ ارتحال کے بعد ان نہتوں نے اطراف و اکنافِ عالم میں روحانیت کی اس تحریک کو پھیلایا ۔

روحانیت اور مادیت کی اس باہمی کش مکش اور جھڑپ کے نتیجے میں انسانیت کو جو نظام ملا اس کی تابانی سے صدرِ اول کی چند صدیاں منور نظر آتی ہیں ۔ اور یہ وہ حقیقتیں ہیں کہ جنہیں کوئی مورخ چاہت کے باوجود مسخ نہیں کر سکا ، بلکہ ان حقائق کا سراغ ہمیں اپنے مؤرخین کے ساتھ ساتھ مغربی مستشرقین سے بھی ملتا ہے جس کی تفصیلات وقت کی تنگ دامانی کے نذر ہیں ۔

ذرا غور کر لے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری ملی زندگیوں پر وہ سائے لہرانے لگے ہیں جو دعوت اسلام سے قبل کی انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے تھے ۔ ہماری طلبہ برادری میں بطورِ خاص اور دوسرے مسلمانوں میں بالعموم وہ تمام اجزاء جلوہ گر ہو چکے ہیں جن کے مرکب کا نام مادیت ہے ۔ اور یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اردگرد دوسری قوموں میں بھی پائی جاتی ہے ۔

گویا ہم نے اس بات کا اعتراف کیا کہ اسلام کی راہیں وقت کے نئے تقاضوں کے لیے تنگ ہیں اور اب ہم خود بے آب و گیاہ صحرا میں منہ وا کیے کھڑے ہیں کہ کسی طرف سے کوئی بھی ہوا چلے تا کہ ہم اس کی اڑان اور روش میں اس کا ساتھ دیں ۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ طالب علم ساتھی بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے آج کے طالب علم کی کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور یہاں پہونچ کر میں انتہائی معذرت کے ساتھ اپنا بیان ختم کرتا ہوں ۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

وہاڑی سیرت کانفرنس

اسلام سے زیادہ مزدور کو مراعات کوئی نہیں دے سکتا، مولانا احمد سعید لدھیانوی

سرورِ کائنات کے مقام کا تحفظ کیا جائے: منظور احمد چنیوٹی

جمعیۃ علماءِ اسلام کی طرف سے ربیع الاول کے مہینے میں صوبہ پنجاب میں سیرۃ کانفرنس منعقد کرنے کا پروگرام بنایا گیا تاکہ عوام کو مقامِ مصطفےٰ۔ نظامِ مصطفےٰ سے روشناس کرایا جائے اور جس اسلامی نظام کا نعرہ لے کر اکابرین جمعیۃ اور قائدین قومی اتحاد میدانِ عمل میں آئے تھے اور وقت کے سفاک ترین آمر کو جھکنے پر مجبور کر دیا تھا اور جس نظامِ حیات کے نفاذ کے لئے عوام نے بے پناہ قربانیاں دی تھیں اس کی ایک جھلک دکھائی۔ اور عوام کو بتایا جائے کہ یہ ایک کھوکھلا نعرہ نہیں بلکہ اٹل حقیقت ہے کہ اسلام کا نظامِ حیات دنیا کے ہر نظام سے بہتر ہے۔ مزدور، کسان، تاجر، ملازم افسر الغرض زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے کو اسلام ایک بہترین لائحہ عمل دیتا ہے۔ یقیناً امن و سکون کے لئے تڑپتی ہوئی انسانیت کے لئے اسلام کے دامنِ عافیت کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں۔ اس پیغام کو اور آقائے نامدار تاجدار ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی روشنی کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے سیرۃ کانفرنسوں کا پروگرام نہایت احسن طریقہ سے مرتب کیا گیا تھا۔ اور اس پروگرام کے مطابق شمع رسالت کے پروانوں کا قافلہ ۵ ربیع الاول ۱۳ فروری بروز سوموار دوپہر کے وقت وہاڑی پہنچا۔ قافلہ کی قیادت جمعیۃ علماءِ اسلام پنجاب کے ناظم عمومی جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ کر رہے تھے اور ان کے ہمراہ مناظرِ اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی، حضرت غلام مصطفےٰ بہاولپوری۔ شاعرِ اسلام سید امین گیلانی شاعر حریت جانباز مرزا تھے۔ نمازِ ظہر کے بعد دار العلوم جامعہ مدنیہ میں کارکنوں سے خصوصی خطاب کا پروگرام تھا جس میں ضلع بھر سے آئے ہوئے کارکنوں نے شرکت کی اور اکابرین کے خیالات سنے۔ تمام راہنماؤں نے اس بات پر زور دیا کہ جمعیۃ کے پیغام کو گھر گھر پہنچا دیں۔ لوگوں کے پاس جائیں ان کے خیالات سنیں۔ ان کے مسائل سے آگاہ ہوں اور ان کے حل کے لئے جد و جہد کریں۔ اس موقعہ پر کارکنوں نے مختلف سوالات کئے جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے جس سے کارکنوں میں اعتماد کا جذبہ بڑھا اور کام کرنے کی لگن پیدا ہوئی۔

بعد نماز عشاء جامع مسجد باغوالی میں عظیم الشان سیرۃ کانفرنس ہوئی جس میں شاعر اسلام سید امین گیلانی اور شاعر حریت جانباز مرزا نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

مولانا احمد سعید لدھیانوی، کنوینر کسان مزدور کمیٹی نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام سے زیادہ مزدوروں کو کوئی مراعات نہیں دے سکتا۔ کسانوں اور مزارعین کے لئے اسوۂ رسول ؐ اور خلفائے راشدین کی زندگیاں مشعل راہ ہیں۔ آج پاکستان کو جن حالات کا سامنا ہے ان سے عہدہ برا ہونے کے لئے عمر ثالث ؓ کی ضرورت ہے جس کی اپنی زندگی سیرۃ طیبہ کے مطابق ہو۔ دعا کریں اللہ تعالےٰ ہمیں عمر ثالث کی قیادت میں اسلامی نظام کے نفاذ کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب قاری نور الحق قریشی صاحب ایڈووکیٹ نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہم سب کے لئے نمونہ ہے۔ انہوں نے تلقین کی کہ سیرۃ منانے کی بجائے سیرۃ کو اپنایا جائے اور اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالا جائے۔ انہوں نے کہا کہ نظامِ مصطفےٰ اس ملک کا مقدر بن چکا ہے اور انشاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت اب اسلامی نظام کا راستہ نہیں روک سکتی۔ آپ نے کہا کہ سیرت کے جلسے کر لینے سے سیرۃ کے تقاضے پورے نہیں ہوتے بلکہ کردار۔ افعال حیثیت سیرت غرض زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے اور پوری زندگی ایک سچے مسلمان کی طرح بسر کرنی چاہیئے۔ انہوں نے اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ عوام نے کسی لیڈر کو کرسی دلانے کے لئے نہیں بلکہ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے قربانیاں دی ہیں جو پاکستان کا مقصد حیات ہے۔ اس لئے اتحاد سے الگ ہونے کے بارے میں سوچنے والوں کو شہداء کے خون پر رحم کرنا چاہیئے اور جب تک نظامِ مصطفےٰ نافذ کر کے اس ملک کو امن و سکون کا گہوارہ نہیں بنا لیا جاتا اس وقت تک قومی اتحاد کو قائم رکھنا چاہیئے اور ہمیں مل جل کر کام کرنا چاہیئے۔

مناظرِ اسلام حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے سیرۃ طیبہ بیان کی اور اس کے بعد مطالبہ کیا کہ نظامِ مصطفےٰ کو فوراً نافذ کیا جائے۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تمام قانونی تقاضے پورے کئے جائیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کا تحفظ کیا جائے اور اس کے لئے باقاعدہ قانون بنایا جائے۔ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روکا جائے۔ قادیانیوں کے انگریزی ترجمہ قرآن کو ضبط کیا جائے کیونکہ اس میں تحریف کی گئی ہے جس سے لوگوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے۔ انٹرنیشنل پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج کیا جائے کیونکہ یہ اندراج نہ ہونے کے باعث بعض غیر مسلم۔ مرزائی۔ عیسائی وغیرہ مسلمانوں والے نام ہونے کے باعث مکہ اور مدینہ جیسے مقدس مقامات پر پہنچ جاتے ہیں اور سعودی عرب کی حکومت کو ان کو روکنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ایک اور قرارداد میں ربوہ کا نام تبدیل کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔

آخری قرارداد میں غنڈہ گردی اور لاقانونیت کو ختم کرنے کے لئے اسلامی تعزیرات کو نافذ کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ جلسہ سے قاری محمد حنیف ملتانی، مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری اور مولانا غلام مصطفےٰ بہاولپوری نے بھی خطاب کیا اور سیرۃ طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

پریس کانفرنس:

نمازِ عصر کے بعد قاری نور الحق قریشی صاحب نے دفتر جمعیۃ میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پورے پنجاب کا دورہ کر رہے ہیں اور عوام کو جن مسائل اور مشکلات کا سامنا ہے انکا ریکارڈ تیار کر

بقیہ ص ۱۸ پر

تاج محمود ایڈیٹر لولاک فیصل آباد

مولانا ابوالکلام آزاد کے خلاف بکواس

ہفتہ وار اسلامی جمہوریہ لاہور میں اس رسالہ کے مدیر نے ہندوستان کے کسی بدبخت متعصب ہندو مصنف کی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ

مولانا ابوالکلام آزاد شراب پیا کرتے تھے اور انہوں نے اپنی مشہور کتاب "انڈیا ونس فریڈم" بھی شراب پی کر لکھی تھی۔"

جہاں تک اس ہندو مصنف کی مولانا ابوالکلام آزاد کی شان میں بکواس کا تعلق ہے اس کا ہمیں چنداں افسوس اس لئے نہیں کہ یہ متعصب ہندو حسد اور بغض کے خبیث مرض میں مبتلا ہے۔ اسے دکھ ہے کہ ایک مسلمان تحریک آزادی ہند میں گاندھی، نہرو اور پٹیل سے بڑھ کر کیسے ہیرو بن گیا اور اتنا بلند مقام کیوں حاصل کر گیا۔ پھر اس کے بغض کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ "انڈیا ونس فریڈم" میں ابوالکلام آزاد نے گاندھی، نہرو اور پٹیل کو سخت رگڑا لگایا ہے۔ گاندھی اور نہرو کی مسلمان دشمن سیاست کا پردہ چاک کیا ہندوؤں کی بنیا ذہنیت کی کھل کر مذمت کی ہے اور یہ جرأت ہندوستان میں رہ کر اور نہرو کی کابینہ کا ایک ممبر ہوتے ہوئے مولانا ابوالکلام ہی کر سکتے تھے۔

قابل افسوس یہ امر ہے کہ ہفتہ وار اسلامی جمہوریہ لاہور کے ایڈیٹر مسٹر مجیب الرحمٰن شامی کو مولانا ابوالکلام آزاد اس وقت کیسے یاد آگئے اور ان صاحب کو بے وقت اور بے موسم یہ راگنی چھیڑنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی سیاست سے بعض مسلمانوں کو بلاشبہ اختلاف رہا لیکن وہ اپنے علم و فضل زبان اور قلم کی معجز بیانیوں اور سحر نگاریوں ایثار و قربانی کی بدولت کروڑوں انسانوں کے محبوب ہیں۔ جن لوگوں کو ان کی سیاست سے اختلاف رہا۔ قیام پاکستان کے بعد لیگی قیادت ہندوستان کے موجود آٹھ کروڑ مسلمانوں کو بے سہارا چھوڑ کر یہاں آگئی تھی تو مولانا ابوالکلام ان آٹھ کروڑ مسلمانوں کا سہارا بنے۔ وہ اپنے بہادر رفقاء مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی مولانا سید حسین احمد مدنی اور اسی طرح کے ہزاروں علمائے حق کی ہمراہی میں مسلمانوں کی حفاظت اور ان کے استحکام کے لئے ہندوؤں کے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہو گئے اور آٹھ کروڑ مسلمانوں کے اکھڑے ہوئے قدم دوبارہ جم گئے۔ ان بزرگوں کے صرف تقسیم وطن کے بعد مسلمانوں پر اتنے احسانات ہیں جنکا اعتراف نہ کرنا پرلے درجے کی ناشکرگزاری ہے۔ تحریک آزادی ہند میں ان بہادر رہنماؤں کا کردار اتنا تابناک ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ پاکستان کے بڑے بڑے معزز لیڈر اور یہاں کے بڑے بڑے معزز خاندان جس زمانے میں انگریزوں کے بوٹ کی ٹو چاٹا کرتے تھے سر۔ خان بہادر انگریزوں کے اعزازات کے تمغے زیب دوش کئے رہتے تھے اس زمانہ میں ابوالکلام انگریزوں کو للکار رہا تھا اور انگریزوں کی عدالتوں کے سامنے کھڑے ہو کر بغاوت کے جرم کا اقرار کرتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ:

"اپنے ملک کی آزادی حاصل کرنا بغاوت ہے تو مجھے فخر ہے کہ میں باغی ہوں اور میں سیاہ کو سفید کہنے سے انکار کرتا ہوں اور فاقض ما انت قاض جو تمہاری مرضی میں آئے فیصلہ کرو۔ جتنی زیادہ سے زیادہ سزا دے سکتے ہو دو۔ ابوالکلام انگریزوں کی مخالفت اور ان کے خلاف بغاوت کا فریضہ سرانجام دینے سے توبہ نہیں کر سکتا۔"

جس ابوالکلام نے قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر قرآنی اسرار رموز کے بے شمار خزانے کھول کر مسلمانوں کے سامنے رکھ دیے ہوں جس ابوالکلام کی زبان اور قلم کے جواہر پاروں نے انگریزوں کے سحرزدہ مسلمانوں کو ہوش بخشا ہو اور لاکھوں کروڑوں غفلت اور گمراہی کے گراں خواب لوگوں کو بیدار کیا ہو جو ابوالکلام ہم جیسے کروڑوں مسلمانوں کے خون میں گردش کرتا ہو اس کے خلاف جناب مجیب الرحمٰن شامی نے صحافیانہ حیلہ طرازی کرتے ہوئے ایک ہندو کے الزام کو شریک اشاعت کر کے اسلام اور مسلمانوں کی کون سی خدمت انجام دی ہے۔

اگر متعصب ہندو کی یہ بات مجیب الرحمٰن شامی کے نزدیک مولانا کی وفات کے کئی سال بعد شائع کرنا کوئی صحافتی خدمت ہے تو وہ علامہ اقبالؒ کی اسی طرح کی

ہندوؤں کی جھوٹی روایت شائع کرنے والے صحافی صحافت کی کیا خدمت کر رہے ہیں

مبینہ شراب نوشی کے متعلق کب خامہ فرسائی فرمائی ہے ہیں۔ پھر ہندو پریس نے اس طرح کی کوئی اس قائداعظم کے متعلق کی تھی۔ مجیب الرحمٰن شامی اس ہندو روایت پر کب قلم اٹھا رہے ہیں۔

پھر خود جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب کے متعلق ہم بے شمار ناگفتنی اور ناشنیدنی سنتے رہتے ہیں۔ اگر ہر اناپ شناپ اور سنسنی خیز کواس کا چھاپنا صحافت کی خدمت ہے تو اپنے متعلق روایات شامی صاحب اپنے اسلامی جمہوریہ میں شائع کر دیں یا پھر ہمیں اجازت بخشیں تاکہ وہ حکایات دلنواز ہم حرف بحرف چھاپ دیں۔ ہم حیران ہیں کہ جناب مجیب الرحمٰن شامی نے ایک ہندو کی روایت جس کا پس منظر اور تہ منظر ہر مسلمان کو معمولی غور کرنے سے سمجھ میں آسکتا ہے کیوں چھاپ دی۔ اس کی کیا ضرورت پیش آئی۔ اس سے پاکستان کے موجودہ حالات اور سیاست یا مذہب کی کون سی خدمت سرانجام دی گئی۔

کہیں ایسا تو نہیں کہ جو لوگ اسلامی نظام کی منزل کو قریب دیکھ کر گھبرا رہے ہیں اور بڑی حکمت عملی سے اسے سبوتاژ کرنے کی سعی کر رہے ہیں۔ شامی صاحب نے اسلامی محاذ کے سپاہی ہونے کے باوجود بھی دانستہ یا نادانستہ مخالف سمت میں اپنا کچھ حصہ ڈال لیا ہے۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

بقیہ: سیرت کانفرنس

رہے ہیں جو کہ دورے کے اختتام پر پنجاب کے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل سوار خان صاحب کے نوٹس میں لایا جائے گا اور اس کی رپورٹ قومی اتحاد کی قائدین کی معرفت جنرل ضیاء الحق کو بھی بھیجی جائے گی۔ قاری صاحب نے کہا کہ ایک بات جو ہر جگہ مشترک نظر آئی ہے اور بنیادی ہے وہ یہ کہ انتظامیہ مارشل لاء کی حکومت کو ناکام بنانے کا تہیہ کر چکی ہے اور مارشل لاء کے اقدامات کو ناکام کرنے کی سازش میں مصروف ہے جس کی وجہ سے ملک میں مارشل لاء کے ضابطوں کی موجودگی کے باوجود رشوت بہت بڑھ گئی ہے۔ چوری، ڈکیتی، اغواء عام ہو گئے ہیں جس سے عوام میں عدم تحفظ کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ اور یہ سب سابقہ حکومت کے ایجنٹ اور انتظامیہ میں گھسے ہوئے ان کے مہرے کروا رہے ہیں تاکہ موجودہ حکومت کے لئے مشکلات پیدا کر کے سابقہ حکومت کے لئے عوام کی ہمدردیاں حاصل کی جائیں۔ قاری صاحب نے بعض ایسے افسران کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ حاصل پور کا ایس۔ ڈی۔ پی۔ او۔ عابد علی شاہ تحصیل حاصلپور کے قومی اتحاد کے امیدواروں کو سماج دشمن عناصر کی فہرست میں شامل کر کے اپنی رپورٹیں بھیج رہا ہے اور قومی اتحاد کے مقامی عہدہ داروں کو پریشان اور ہراساں کر رہا ہے۔ چشتیاں، ہارون آباد اور فورٹ عباس کے آنریری مجسٹریٹ غلام قادر۔ عالم علی۔ شیخ عبدالرشید پیپلز پارٹی کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ میلسی کا انسپکٹر پولیس شبیر حسین شاہ (جسے مارچ کے انتخابات کے دوران خاص مقصد کے لئے لایا گیا تھا) ایس۔ ایچ۔ او مرزا غلام علی اور چوہدری محمد یعقوب اے۔ ایس۔ آئی وغیرہ نے رشوت کا بازار گرم کر رکھا ہے اور ان کا کام قومی اتحاد کے کارکنوں کو غلط اور جھوٹے مقدمات میں ملوث کرنا اور انہیں پریشان کرنا ہے۔ قاری نورالحق صاحب نے مطالبہ کیا کہ ان تمام افسران کو فوری طور پر معطل کر کے ان کے خلاف تحقیقات کی جائے اور ان کو قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ انتظامیہ پر عوام کا اعتماد بحال ہو اور عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔ قاری صاحب نے گندم کے نرخ بڑھائے جانے کی خبر کے بارے میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ ہوا تو بہت بڑا ظلم ہو گا۔ اس کی جگہ کھاد اور زرعی آلات کی قیمتیں کم کی جائیں۔ مزارعین کی بے دخلیاں اور مزدوروں کی چھانٹیاں فوراً بند کی جائیں۔ سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندی اٹھائی جائے اور محدود سیاسی سرگرمیوں کی اجازت دی جائے تاکہ انتظامیہ کے بدعنوان عناصر کو بے نقاب کرنے میں مدد ملے اور عوام کی مشکلات اور تکالیف کا ازالہ ہو سکے۔ یہ بات مارشل لاء انتظامیہ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہو گی۔

اس سوال کے جواب میں کہ قومی اتحاد رشوت کی لعنت کو کیسے ختم کرے گا؟ قاری صاحب نے کہا کہ تمام چیزیں سستی کر دی جائیں گی۔ اشیاء ضرورت کھلی مارکیٹ میں فروخت ہوں گی، ملازمین کی تنخواہیں معقول کر دی جائیں گی جس سے ان کی ضروریات پوری ہوں۔ اس کے علاوہ چھاپہ مار پارٹیاں ترتیب دیں گے جو ملزمان کو موقع پر سزا دیں گی۔

بھارت کے ساتھ تجارت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے قاری صاحب نے کہا کہ اگرچہ ہم تمام ہمسایہ ممالک سے بہتر اور خوشگوار تعلقات کے خواہشمند ہیں لیکن یہ تعلقات برابری کی بنیاد پر ہونے چاہئیں اور کشمیر سمیت جب تک بنیادی مسائل حل نہیں ہو جاتے صرف تجارت میں آگے بڑھنا خطرناک ہے اور ملک کے لئے مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔ اس لئے پہلے بنیادی مسائل حل ہونے چاہئیں۔

ولی خان کے سیکولرازم کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں قاری صاحب نے کہا کہ نیتوں کا بھید خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اس سوال کا جواب خان عبدالولی خان ہی دے سکتے ہیں لیکن عملاً انہوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ محب وطن اور اسلام کے سچے خیرخواہ ہیں۔ کوڑوں کی سزا کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ معاشرے سے جرائم کا خاتمہ تخت یقینی اسلامی تعزیرات کے نفاذ سے ہی ممکن ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ جرم کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ اس سلسلے میں وہ کوئی رعایت نہیں دیتا۔ قاری صاحب نے سعودی عرب کی مثال دی جہاں اسلامی تعزیرات کے نفاذ کی وجہ سے جرائم کا مکمل خاتمہ ہو گیا ہے۔ قاری صاحب نے کہا کہ ہم انشاء اللہ سود کی لعنت کو ختم کر دیں گے۔ تجارت اور صنعت کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے گا۔ انگریز کے قانون سے ملک کو نجات دلائی جائے گی۔ وکلاء اسلامی فقہ میں قانون کی ڈگری حاصل کریں گے۔

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

جمعیۃ علماءِ اسلام کراچی سینٹر کے وفد نے کمسن طالبہ مرحومہ کے گھر جا کر تعزیت کی

متعلقہ افسران کو برطرف کیا جائے۔ عوام اور طلباء سے پُرامن رہنے کی اپیل

جمعیت علماءِ اسلام کراچی سینٹر کے ایک وفد نے جو جمعیۃ علماءِ اسلام کراچی سینٹر کے جنرل سیکریٹری عبدالباقی ناظم مالیات مولانا محمد احمد شاکر ناظم اطلاعات مولانا محمد احمد ..... اور ناظم مولانا عبدالہادی اور دوسرے رہنماؤں مولانا محمد چراغ اور مولانا محمد ابراہیم پر مشتمل تھا گذشتہ روز معصوم کمسن طالبہ مرحومہ ترنم عزیز کے گھر جا کر ان کے والدین سے اظہار تعزیت کی۔ جمعیۃ علماءِ اسلام کے وفد نے لواحقین کو یقین دلایا کہ ہم اس غم میں آپ کے برابر کے شریک ہیں اور پوری قوم کو اس المناک واقعہ سے صدمہ پہنچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورا ملک آج سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔ اللہ پاک مرحومہ بچی کو آپ لوگوں کے لئے باعث اجر و ثواب بنائے۔

جمعیت علماءِ اسلام کراچی سینٹر کے وفد نے بتلایا کہ اگرچہ حکومت نے تسلی بخش اقدامات کا اعلان کیا ہے لیکن اب تک جو نتائج حاصل ہوئے ہیں وہ محکمہ پولیس کے عدم کارکردگی کا واضح ثبوت ہے لہٰذا متعلقہ افسران کو فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

جمعیۃ علماءِ اسلام کراچی سینٹر کے نزدیک محکمہ پولیس کی کارکردگی کا فوری طور پر تجزیہ کیا جائے اور اس میں سے اعلیٰ پیمانے پر بدعنوان اور نااہل افسران کو فوری طور پر ہٹا دیا جائے تاکہ کراچی میں روزمرہ کے جرائم میں کمی واقع ہو سکے۔ عوام میں عام تاثر ہے کہ جرائم پیشہ افراد کے ساتھ پولیس کا پہلے سے ملی بھگت اور گٹھ جوڑ ہوتا ہے لہٰذا اس تاثر کو زائل کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ کھوکھراپار کالونی اور ناظم آباد میں اور حیدرآباد میں پولیس کے جرائم میں ملوث ہونے کے ثبوت ملے ہیں ضروری ہے کہ عوام دوست اور صحیح فرض شناس لوگوں کو پولیس میں رکھا جائے تاکہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے اور عوام سکھ اور چین سے زندگی بسر کر سکیں اور عوامی خزانہ کا کروڑوں روپیہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے۔ جمعیت علماءِ اسلام کراچی سینٹر عوام اور طلباء سے پُرامن رہ کر احتجاج کرنے کا بھی مطالبہ کرتی ہے

مولانا نورانی انتشار و اختلاف کی سیاست ترک کردیں:

جمعیۃ علماءِ اسلام کراچی سینٹر کے ناظم مالیات محمد احمد شاکر نے جمعیۃ علماءِ پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی سے اپیل کی ہے کہ وہ اختلافات اور انتشار کی سیاست ترک کر دیں کیونکہ اس وقت پوری قوم بھٹوازم کے خلاف متحد و متفق رہنا چاہتی ہے۔ جمعیۃ علماءِ اسلام کے رہنما نے کہا کہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ پاکستانی قومی اتحاد کے سربراہ جناب مفتی محمود صاحب اور جنرل سیکرٹری جناب پروفیسر غفور احمد صاحب کی فراخدلانہ پیشکش کے باوجود نورانی صاحب نے اس کا مثبت جواب نہیں دیا اور منفی بیانات جاری کر رہے ہیں۔ مولانا محمد احمد شاکر نے کہا کہ ہمارے لئے یہ بات حیران کن نہیں ہے کیونکہ مولانا نورانی صاحب کی جماعت ہمیشہ اختلافی سیاست اور فرقہ ورانہ روایت کی علمبردار رہی ہے اور انہوں نے قوم و ملک کی خدمت کے لئے آج تک کوئی مثبت اقدام نہیں کیا ہے۔

جناب شاکر نے کہا کہ سات جماعتوں کی رائے پر مولانا نورانی صاحب اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں اس لئے پروفیسر صاحب کا بیان بالکل صحیح ہے اور انہیں اس کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی۔ مولانا شاکر نے کہا کہ آج مولانا نورانی صاحب نے مفتی صاحب کے جواب میں کہا ہے کہ پانچ سالہ اتحاد کی قید شرعی نقطۂ نظر سے غلط ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا مفتی صاحب کے اور قومی اتحاد کے دوسرے عہدیداروں کا انتخاب جمہوریت اور شریعت کے خلاف ہوا ہے کہ آپ اس کو ختم کرنے کے درپے ہیں کیا مفتی صاحب نے شریعت کے احکامات کی کوئی خلاف ورزی کی ہے کہ اب وہ سربراہ رہنے کے قابل نہیں رہے ہیں یا وہ انتخاب اکثریت کے خلاف ہوا ہے کہ اسے غیر جمہوری کہا جا سکے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر کس بنیاد پر آپ اسے کالعدم قرار دے رہے ہیں۔

جناب محمد احمد شاکر نے یاد دلایا کہ خود مولانا نورانی صاحب کا خانیوال کنونشن کے موقع پر اپنی جمعیۃ علماءِ پاکستان میں سربراہ کا انتخاب بھی متفقہ نہیں ہوا تھا اور ایک موثر طبقہ ان کو اپنی جمعیۃ علماءِ پاکستان کا سربراہ نہیں بنانا چاہتا تھا۔ جناب شاکر نے کہا کہ قومی اتحاد نے اپنی تمام تر مصالحتی کوششیں کر لی ہیں۔ اب ان کوششوں کو ختم کر دیا جائے۔ عوام کے سامنے نورانی صاحب اور ان کی جماعت کا مکمل نقطۂ نظر آ چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لیڈروں اور جماعتوں اور دوسری تنظیموں نے بار بار نورانی صاحب سے قومی اتحاد کے ساتھ اختلافات ختم کرنیکی اپیل

کی ہے۔ مولانا شاکر نے کہا کہ جمعیۃ علماء پاکستان کے اصاغر اور اکابر کو نورانی صاحب سمیت اب اس قسم کے اختلافی بیانات ختم کر دینا چاہئیں۔ جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم مالیات نے قومی اتحاد کی مرکزی کونسل سے اپیل کی ہے کہ اب وہ اتمام حجت کر چکی ہے لہذا اگر جمعیۃ علماء پاکستان اتحاد میں نہیں رہنا چاہتی تو اس کو نکال دیا جائے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ معمولی معمولی بات پر اسٹینڈ لے کر قومی اتحاد سے راہ فرار اختیار کرے گی کیونکہ اس کا درپردہ تحریک استقلال سے معاہدہ ہو چکا ہے جو کہ آج کل پیپلز پارٹی کے ملک دشمن اور عوام دشمن مفرور لیڈروں کی آماجگاہ بن چکی ہے۔

آخر میں مولانا نے اس عزم کا اظہار کیا کہ تمام قوم متحد و متفق ہو کر ہر قسم کی رکاوٹ اور سازش کے باوجود پاکستان قومی اتحاد کے پرچم تلے ملک میں نظام مصطفےٰ لا کر رہے گی۔

جمعیۃ میں شمولیت:

تحصیل بورے والہ کے ممتاز سماجی کارکن اور معروف زمیندار راجہ سلطان راج خان ایڈووکیٹ چک ۵۳۷ اور چوہدری حیدر دین صاحب نے اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے اور حضرت درخواستی اور مفتی صاحب کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا۔ چشتیاں کے نواب محمد بخش صاحب کھوکھر، سابق ایم۔ پی۔ اے بھی اپنے بہت سے ساتھیوں سمیت جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں سے بہت سے نامور وکلاء نے بھی جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہونے کا اعلان کیا ہے۔

سیرۃ کانفرنس:

جھنگ: جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کی طرف سے جھنگ صدر میں ضلعی سیرت کانفرنس سے قاری نور الحق ایڈووکیٹ۔ مولانا غلام مصطفےٰ شاہ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ مولانا محمد صادق۔ چوہدری محمد عقیل اور مولانا محمد عبد الوارث نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ حضورؐ کا دن منا لینا یا جلسے کر لینا کافی نہیں بلکہ اپنے آپ کو سیرۃ طیبہ کے سانچے میں ڈھالنا ہے۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ اس مقدس ماہ میں اسلامی قانون نافذ کرے۔ قاری نور الحق صاحب نے پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ آپ نے سیرۃ کانفرنسوں کی غرض و غایت بیان کی کہ ہمارے دوروں کا مقصد ملک سے فحاشی و بدمعاشی کا خاتمہ، اسلامی قوانین کے لئے عوام کو تیار کرنا پنجاب کے مسائل سے آگاہی حاصل کر کے مرکزی قیادت اور حکومت کو جامع رپورٹ پیش کرنا ہے۔ پنجاب کا بڑا مسئلہ آٹے کا، دوسرا زمین کو سیم و تھور سے بچانے، اور تیسرا انتظامیہ کی درستگی کا جس میں پی پی پی کے آلہ کار اور مرزائی ملازمین ہیں جو عبوری حکومت کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔ حاصل پور چشتیاں اور میلسی میں بھی ایسے پولیس افسران کے نام بتائے گئے جو کھلم کھلا پی پی پی کی حمایت کر رہے ہیں۔

چوہدری محمد عقیل نے ملکی ضلعی اور مقامی مسائل پر چند قرار دادیں پیش کیں جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ ضلع جھنگ کے شہروں اور دیہات میں آٹے کی قلت دور کی جائے اور کوالٹی بہتر بنائی جائے۔
۲۔ اس علاقہ کو سوئی گیس فراہم کی جائے جو ضلعی صدر مقام سے صرف بیس میل کے فاصلہ سے لائن گذر رہی ہے۔
۳۔ جھنگ تا چنیوٹ ڈوبہ روڈ کو کشادہ کیا جائے۔
۴۔ جھنگ صدر و شہر کی خصوصاً صفی پورہ بستی عطاؤلی۔ نائیاں والی۔ رانا کالونی۔ رسول پورہ مختار آباد کی گلیاں اور نالیاں بنائی جائیں۔
۵۔ سرگودھا تا کراچی براستہ جھنگ سپیشل ایکسپریس چلائی جائے اور جھنگ کو بذریعہ ریلوے لائن فیصل آباد سے ملایا جائے۔
۶۔ ریلوے پھاٹک گوجرہ روڈ تا سٹیلائٹ ٹاؤن سٹریٹ لائٹ کا انتظام کیا جائے۔
۷۔ پاور لومز کو بحران سے بچانے کے لئے ایکسائز ڈیوٹی ختم کی جائے۔
۸۔ اٹھارہ ہزاری ہسپتال میں ڈاکٹر مہیا کیا جائے۔
۹۔ ملک میں اغوا، قتل، ڈکیتی اور لوٹ مار کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کو روکنے اور اس کے سدباب کے لئے شرعی سزاؤں کا نفاذ کیا جائے۔

جمعیۃ میں شمولیت:

خانیوال کے مشہور و معروف سائیکل ڈیلر جناب صوفی امانت علی ولد محمد حسن مالک امانت سائیکل سٹور نزد المنظر ہوٹل نے ۱۶ فروری کو سیرۃ کانفرنس کے موقع پر جناب حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور کی خانیوال آمد پر اپنے تمام ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں امام انقلاب شہباز سیاست قائد جمعیت کی قیادت پر بھرپور اعتماد ہے اور ہم ان کی سیاسی بصیرت بلند ہمتی اور عظمت کو سلام پیش کرتے ہیں۔

انتخاب شیخم:

امیر : چوہدری یوسف گوہر از شیخم
نائب امیر : مولوی اسمٰعیل خطیب جامع مسجد
ناظم اعلیٰ : محمد عبد اللہ شاکر
ناظم نشر و اشاعت : رشید احمد بی اے
خازن : ولی محمد ولد عیسیٰ

موضع کھڈیا چک ۱۲ م

امیر : حافظ محمد حنیف
نائب امیر : حاجی نور محمد صاحب
ناظم اعلیٰ : ہمت خان صاحب
ناظم نشر و اشاعت : چوہدری عبد الرحمٰن صاحب

ٹھل میں آتشزدگی پر اظہار غم:

حافظ فخر الاسلام کاکا خیل امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ہنگو نے کوہاٹ کے علاقہ ٹھل میں خوفناک آتشزدگی کے نتیجے میں پینتیس دکانوں کی تباہی پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مصیبت زدوں کی امداد کی جاوے۔

جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو کا اجلاس:

۱۰ فروری کو جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو ضلع جیکب آباد سندھ کا اجلاس مدرسہ باب الھدیٰ میں ہوا۔ اجلاس کی صدارت جناب حضرت مولانا نصر اللہ سومرانی صاحب نے فرمائی۔

اجلاس سے جناب الحاج نہیداد صاحب اور جناب غلام رسول صاحب، جناب علی اکبر صاحب جناب عبد المجید آزاد صاحب نے خطاب کیا۔ آخر میں چند قرار دادیں پاس ہوئیں۔

۱۔ اس ملک پاکستان میں جلد از جلد اسلامی قانون نافذ کیا جائے۔

۲۔ علماء کرام کو ججوں کے جگہ پر قاضی تقرر کیا جائے۔

۳۔ عربی کو قومی زبان بنایا جائے۔

۴۔ ربوہ شہر کا نام تبدیل کر دیا جائے۔

جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو کے رہنماؤں کا دورہ:

سرپرست و نگران اعلیٰ جناب مولانا نصیر اللہ صاحب نے تحصیل گڑھی خیرو کا دورہ کیا۔ ان کے ساتھ امیر جمعیۃ الحاج بنیاد صاحب اور عبد الحمید ناظم جمعیۃ بھی ساتھ تھے۔ گاؤں گاؤں میں جا کر جمعیۃ کا کام کیا۔

۱۔ نواں گوٹھ، ۲۔ حشمت گوٹھ، ۳۔ بنگل روڈ،
۴۔ غلام سرور بر گوٹھ۔ ان گوٹھوں کا دورہ کیا

استقبالیہ (گھوٹکی)

گھوٹکی: جمعیت علماء اسلام کی طرف سے مولانا عبد الکریم مرکزی نائب صدر جمعیت کو ایک استقبالیہ دیا گیا جس میں جمعیت کے کارکنوں اور طلباء اور معزز شہریوں نے شرکت کی۔ قومی اتحاد گھوٹکی کے جنرل سیکرٹری مولانا اللہ ڈنو صاحب نے معزز مہمانوں کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اور اپنی شہر کی سیاسی صورت حال سے آگاہ کیا۔ مولانا صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں پاکستان کی تمام جماعتوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ جمعیت علماء اسلام میں شامل ہو جائیں کیونکہ یہ واحد جماعت ہے جو ہر طرح اسلام کا کام کر رہی ہے۔ اور ہر پلیٹ فارم پر باطل کے ساتھ ٹکر کھائی ہے۔ اس کے ساتھ مولانا صاحب نے فرمایا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پر خدا کا ہاتھ ہے۔

مولانا صاحب نے کارکنوں کو تلقین کی ہے کہ آپ کا پروگرام اعلیٰ و عرفاں ہے اس لئے اسے وسیع طریقے سے پھیلائیں اور ہر مسلمان غیر مسلمان کو آگاہ کریں۔

مولانا نے کہا

نظام شریعت میں امن و عدل اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ اور معاشی مسائل کا حل موجود ہے اس استقبالیہ سے جمعیت طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر سید سراج احمد امروٹی نے خطاب فرمایا اور

بعد میں تبادلہ خیال کیا اور جماعتی آرگن ماہنامہ عزم نو کی اشاعت میں بھرپور حصہ لینے کی ہدایت کی۔

رپورٹر۔ سید فاروق احمد شاہ

ژوب:

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ژوب کے صدر مولانا محمد اسحٰق خوشی نے ایک وفد کے ہمراہ ضلع ژوب کا تفصیلی دورہ کیا اور مسلم باغ قلعہ سیف اللہ علی خیل گوال اسمٰعیل زئی کے مختلف مقامات پر اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت کے اراکین کو مشورہ دیا کہ جمعیۃ کو منظم اور فعال بنانے کے لئے گاؤں گاؤں میں جمعیۃ کی تنظیمیں قائم کریں۔

وفد میں ضلع ژوب جمعیت کے جنرل سیکرٹری مولوی محمد شفیق دولت زئی اور تحصیل فورٹ سنڈیمن کے امیر مولانا اللہ داد اور جنرل سیکرٹری مولانا نور محمد شامل تھے۔ مولانا اللہ داد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام مسلمانوں کی بھلائی اور خوشحالی کی ضمانت صرف اسلامی قانون میں ہے۔ سیکولرازم سوشلزم کو پاکستان کے عوام ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ دریں اثناء شیر مسلم باغ میں ضلع کے معروف سماجی کارکن اور حلقہ پی بی ۱۴ ژوب ۳ کے لئے آزاد امیدوار حاجی عبد القدوس کاکڑ نے اپنے تمام ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں صرف جمعیت علماء اسلام ایسی جماعت ہے جو اسلامی نظام کے لئے بھرپور جدوجہد کر رہی ہے انہوں نے اکابرین جمعیت مولانا مفتی محمود، مولانا عبد اللہ درخواستی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ ضلع ژوب کے امیر مولانا محمد اسحاق موسیٰ اور جنرل سیکرٹری مولوی محمد شفیق دولت زئی نے حاجی عبد القدوس کی شمولیت کا زبردست خیر مقدم کیا ہے۔

استقبالیہ شکارپور

شکارپور: ۱۸ فروری۔ گذشتہ دنوں جمعیۃ علمائے اسلام ضلع شکارپور سندھ کی طرف سے صوبائی ناظم مولانا غلام قادر پنھوار کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا جس میں مولانا غلام قادر نے کارکنوں سے ملاقات کی۔ صدارت جمعیت علماء اسلام ضلع شکارپور کے نائب امیر مولانا محمد عبد اللہ شیخ نے کی۔ اختتام پر ضلعی نائب امیر مولانا عبد اللہ صاحب نے کارکنوں کو نصیحتیں کیں اور ترجمان اسلام کی اشاعت بڑھانے کی ہدایت کی۔

ضروری اعلان

جمعیت علماء اسلام ضلع ژوب کے جنرل سیکرٹری مولوی محمد شفیق دولت زئی نے بحکم ضلعی امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ژوب کے مجلس شوریٰ کا اجلاس ۱۰ مارچ بروز جمعہ دن کے ۴ بجے شہر فورٹ سنڈیمن میں طلب کیا گیا ہے لہٰذا تمام ممبران مقررہ وقت پر ضرور تشریف لے آئیں۔

مولانا عبید اللہ انور کی خانیوال آمد

مورخہ ۱۴ فروری کا مبارک دن سرزمین خانیوال کے لئے مسرتوں کو دعوت دیتا ہوا طلوع ہوا کہ عبید اللہ سندھی اور مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے چشم چراغ مولانا عبید اللہ انور جن کے نام سے عبودیت، نورانیت کے دو روشن مینار جڑے ہوئے ہیں' کی آمد کا انتظار تھا ہر لمحہ ہر شہری کے لئے سال کے برابر نظر آرہا تھا ٹھیک تین بجے کارکنان نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت کو کبیروالا سے لانے کے لئے ایک وفد تشکیل دیا جائے چنانچہ مولانا محمد رمضان ازہر کی قیادت میں ایک وفد کبیروالا میں پہنچا جہاں سے حضرت نہایت شان و شوکت سے خانیوال تشریف لائے۔ سارا شہر مجسمہ مسرت نظر آتا تھا۔ اپنے پرائے مشتاق بنے ہوئے تھے۔ المنظر ہوٹل میں علاقہ بھر کے جماعتی اور قومی اتحاد کے کارکنوں سے حضرت نے مختصر سا خطاب فرمایا جس میں شہدائے کرام۔ مجاہدین اسلام تحریک نظام مصطفیٰ کے کارکنوں کو مبارک باد پیش کی اور قومی اتحاد کو مضبوط بنانے کی اپیل کی۔ مولانا عبید اللہ انور کے ہمراہ ضلع ملتان جمعیۃ علماء اسلام کے امیر سید خورشید عباس گردیزی [illegible]

عوام سے مطالبہ کیا کہ وہ آنے والے لیڈروں کو یہ سمجھا دیں جو اتحاد سے علیحدہ ہوا اس کا حشر اصغر خان جیسا ہو گا۔ کارکنان جمعیۃ علماء اسلام و جمعیۃ طلباء اسلام خانیوال نے اکابرین کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت دعا فرماتے ہوئے ظفر اقبال شہید کے گھر میں برائے تعزیت تشریف لے گئے جہاں ظفر کے والد اور ظفر کے بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ نماز مغرب جامع مسجد کوثر میں ادا کی جس میں بے پناہ ہجوم تھا۔ لوگ کشاں کشاں حضرت کے پیچھے نماز ادا کرنے کی غرض سے آ رہے تھے۔ نماز کے بعد مدرسہ انوار القرآن فاروقیہ کو دیکھا۔ مہتمم مدرسہ انوار القرآن فاروقیہ مولانا محمد رمضان ازہر کی حوصلہ افزائی فرمائی اور دعا کی۔

چونکہ حضرت متواتر سفر اور بیان کی وجہ سے آرام نہ فرما سکے آرام کرنے کے لئے جمعیۃ طلباء اسلام خانیوال کے نائب صدر صفدر سلیم شاہد کے گھر دو گھنٹے آرام فرمایا پھر المنتظر میں راؤ محمد اسلم صاحب کی درخواست پر تشریف لے گئے۔ ان کے لئے دعا کرتے ہوئے حضرت مینار مسجد پر تشریف لے گئے جہاں عوام کا اجتماع عظیم سیرۃ کانفرنس میں شرکت کر چکا تھا۔ جلسہ شروع تھا۔ حضرت کو دیکھتے ہی ولی ابن ولی زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ جلسہ میں مولانا لقمان علی پوری۔ مولانا منظور احمد چنیوٹ والے خطاب فرما رہے تھے۔ سید خورشید عباس گردیزی نے فرائض صدارت سرانجام دیئے۔ سیرۃ نبویہ پر ایک مفصل مقالہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر مشتمل تھا مولانا امیر مہمان خصوصی مولانا عبید اللہ انور نے پڑھ کر سنایا۔ آخر میں خانیوال شہر اور تحصیل خانیوال کے امیر مولانا محمد رمضان صاحب ازہر نے علماء کرام شعرائے عظام اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس بڑے سکون سے اختتام پذیر ہوئی۔

پیپلز پارٹی سے استعفیٰ

ہنگو: محمد قاسم سیکرٹری اطلاعات پاکستان پیپلز پارٹی ہنگو نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پاکستان پیپلز پارٹی سے استعفیٰ دے کر جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے یہ اعلان حافظ فخر الاسلام امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل ہنگو کی موجودگی میں کیا۔ انہوں نے مفتی محمود اور حضرت درخواستی پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

پشاور میں علم و عرفان کی بارش

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے امیر اور جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب اور خطیب پنجاب حضرت مولانا محمد اجمل لاہوری دو روزہ دورے پر ۱۸ فروری کو پشاور پہنچے۔ پشاور کے ہوائی اڈے پر حضرت بنوری اور مولانا بجلی گھر صاحب اور جمعیۃ علماء اسلام اور جمعیۃ طلباء اسلام کے ممتاز کارکنوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ ہوائی اڈے سے آپ سیدھے موٹر کاروں کے جلوس میں جامع مسجد نمک منڈی تالاب والی میں تشریف لائے۔ وہاں انہوں نے طلباء اور علماء کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کیا اور مجلس ذکر میں شرکت کی۔ نماز عشاء کے بعد بیعت کا سلسلہ شروع ہوا کافی لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ رات نو بجے آپ جمعیت علماء اسلام کے ممتاز رکن اور جمعیۃ طلباء اسلام پشاور شہر کے جنرل سیکرٹری طاہر حسین کے والد محترم فضل حسین کے ہاں سرکی گیٹ میں دعوت میں شرکت کی۔ اسی رات ۱۸ فروری انجمن تبلیغ قرآن و سنت پشاور کے زیر اہتمام چوک یادگار میں ایک عظیم الشان جلسہ عام بسلسلہ سیرت النبیؐ سے حضرت مولانا محمد اجمل لاہوری نے خطاب کیا۔ رات کے بارہ بجے جلسہ حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ چونکہ سردی بھی کافی تھی اس کے باوجود بھاری تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

۱۹ فروری کو آپ راقم الحروف کے چچا اور جناب عبد العزیز کے بھائی جناب بشیر احمد صاحب کی دعوت میں شرکت کی۔ دس بجے آپ دار العلوم سرحد پہنچے اور دار العلوم سرحد کے طلباء سے خطاب کے علاوہ حضرت مولانا محمد ایوب جان بنوری سے تفصیلی بات چیت کی۔ دوپہر بارہ بجے آپ حضرت جمعیۃ علماء اسلام پشاور شہر کے ممتاز کارکن جناب حاجی عبد السلام زرگر کے ہاں دعوت میں شرکت کی جس میں جمعیۃ کے بہت سے کارکنوں نے بھی شرکت کی۔ دوپہر ۲ بجے آپ نمک منڈی جامع مسجد تالاب والی واپس پہنچے اور درس قرآن پاک کے علاوہ خطاب کیا۔ شام چار بجے آپ مسجد قاسم علی خان قصہ خوانی پہنچے جہاں بیعت کا سلسلہ ہوا۔ بعد از نماز عصر وہاں سے آپ گل بہار جامع مسجد میں درس قرآن مجید دیا اور مولانا محمد دین صاحب کی دعوت میں شرکت کی۔ شام چھ بجے لاہور واپس روانہ ہو گئے۔

نوابزادہ نصر اللہ خاں صاحب کی کندھ کوٹ میں تشریف آوری

کندھ کوٹ میں قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کی آمد پر قومی اتحاد تحصیل کندھ کوٹ کے صدر جناب میر صبح صادق خان کھوسہ نے ان کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ دی۔ نوابزادہ صاحب نے دعوت استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری قوم نے بھٹو آمریت کے دور میں جو قربانیاں دیں وہ خالصتاً نظام اسلامی کے قائم کرنے اور جمہوریت کو باقاعدہ فروغ دینے کے لئے ہیں۔ مارچ کے الیکشن میں دھاندلی کے خلاف قوم نے جو تحریک چلائی دنیا بھر میں ایسی تحریک کبھی نہیں چلی قوم کی عظیم قربانیوں کی وجہ سے ظالم بھٹو اقتدار سے ہٹ گیا۔ قومی اتحاد کا مقصد اب بھی یہی ہے کہ اس عظیم مملکت کے اندر نظام اسلامی رائج ہو اور باقاعدہ جمہوری اصولوں کو فروغ دیا جائے۔ نوابزادہ نے یہ بھی فرمایا کہ میں یہاں بھی گیا ہوں لوگوں نے اس قسم کی کافی شکایات کی ہیں کہ مہنگائی بہت ہے۔ بدامنی عروج پر ہے۔ رشوت عام ہے۔ لوگ انتظامیہ سے سخت نالاں ہیں۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انتظامیہ دیدہ دانستہ ایسا کر رہی ہے اور مارشل لاء حکومت کو بدنام کر کے ناکام بنانا چاہتی ہے

بھاگ شہر میں صوبائی اکابرین کی آمد

۲۴ فروری کو جمعیۃ علماء اسلام صوبہ بلوچستان کی مجلس عاملہ کے وفد نے تنظیمی دورہ کے سلسلہ میں بھاگ شہر کا دورہ کیا۔ وفد کا بیل پٹ اسٹیشن پر استقبال کیا گیا اور شہر پہنچنے کے بعد وفد نے ضلعی جمعیۃ کے اراکین سے تنظیمی صورتحال پر گفتگو کی اور ضلع کچھی کی جماعتی سطح پر صورتحال سے جو شکایات تھیں وہ سنیں اور جوابات دیئے۔ شام تین بجے وفد کے اعزاز میں چائے پارٹی کا انتظام کیا گیا جس میں جمعیۃ کے اراکین کے علاوہ شہر اور علاقہ کے معتبرین نے بھی شرکت کی۔ چائے پارٹی کے دوران وفد کے اعزاز اور آمد کے شکریہ کے طور پر ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا جس میں ضلع کچھی کے چند اہم مسائل بھی اٹھائے گئے۔ جس کا جواب حضرت مولانا ابوبکر صاحب نائب امیر جمعیۃ صوبہ بلوچستان نے بڑے مدلل اور مفصل انداز میں دیا، اور مولانا کی تقریر بڑی اثر انداز تھی۔

ہم علما حق کی شان میں گستاخی کرنے والے کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے

— قاید طلباء میاں محمد عارف —

علما حق کی قیادت کے بغیر اسلامی انقلاب نہیں آسکتا

— ندیم اقبال اعوان —

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف صاحب نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم پاکستان میں علماء حق کی توہین برداشت نہیں کریں گے۔ کیوں کہ انہوں نے مسلمانوں کو انگریز کی غلامی سے نجات دلائی اور ہر دور میں اسلام کے خلاف اٹھنے والی طاقت کا مقابلہ کیا اور اس کے خلاف سینہ سپر ہو گئے۔

اگر ہمارے اکابرین اس وقت مسلمانوں کے لیے جنگ نہ لڑتے تو آج بھی ہم انگریزوں کے غلام ہوتے۔

اور ہم طلبہ آج واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جس شخص نے بھی یا جس جماعت نے بھی علماء حق کے خلاف کوئی غلط الفاظ استعمال کیے تو اسے دنیا کی کوئی طاقت ہمارے ہاتھوں نہیں بچا سکتی۔

جناب ندیم اقبال اعوان نے فرمایا کہ آج بعض طلبہ کی جماعتیں کہتی ہیں کہ ہم اسلامی انقلاب لانا چاہتی ہیں حالانکہ ان کے ساتھ علماء کرام نہیں ہیں اور اس صورت میں اسلامی انقلاب لانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جمعیۃ طلباء اسلام واحد جماعت ہے جس نے علماء حق کی قیادت کو قبول کیا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی انقلاب صرف اور صرف جمعیۃ طلباء اسلام ہی لائے گی۔

مظفر گڑھ

جمعیۃ طلباء اسلام مظفر گڑھ کا ایک اجلاس مولانا محمد صابر صاحب کی زیر قیادت ہوا۔ اجلاس سے جمعیۃ طلباء اسلام کے سرپرست حضرت مولانا محمد احمد صاحب نے خطاب کیا اور بعد ازیں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا:

سرپرست: حضرت مولانا محمد صابر صاحب
صدر: جناب: رانا حافظ عبدالشکور صاحب گورنمنٹ ڈگری کالج مظفر گڑھ
ناظم عمومی جناب: مظہر حسین گورنمنٹ ڈگری کالج ،
ناظم: " طالب حسین صدیقیہ ہائی سکول
ناظم نشریات " گلزار احمد انوار ڈگری کالج۔
" " مجیب الرحمٰن
ناظم مالیات: " عبدالرشید صاحب مدرسہ احیاء الاسلام

جھاوریاں

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ جھاوریاں کا ہفتہ وار اجلاس ہوا جس سے خواجہ محمد طارق نے طلباء کو جمعیۃ کا پروگرام بتایا۔

اجلاس میں دو قرار دادیں متفقہ طور پر پاس کی گئیں:-

۱- ہم جنرل ضیاء الحق صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں کہ سید شمس الدین شہیدؒ اور سید محمد منیر شہید کے قاتلوں کو گرفتار کر کے انہیں سر عام پھانسی دی جائے۔

۲- ربوہ کا نام تبدیل کیا جائے۔ اور مرزائیوں کو کھل کھیلنے کا موقع نہ دیا جائے۔

کبیر والہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام دار العلوم عیدگاہ کبیر والا میں ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت مولانا محمد عثمان غنی نے کی۔

اجلاس سے بشیر احمد کشمیری نے طلبہ سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں انتخاب عمل میں آیا:

صدر جناب عبدالرشید شجاع آبادی
نائب صدر: " عبدالرحمٰن گلگتی
" " عبدالجبار ابن تونسوی۔
ناظم عمومی: " حسام الدین بلوچستانی
ناظم: " محمد عبداللہ
ناظم نشریات: " محمد سعید خانیوالوی
سالار اعلیٰ: " عبدالرشید مظفر گڑھی

اختتام اجلاس پر مولانا محمد عثمان غنی نے منتخب ہونے والے طلبہ کو مبارک باد دی۔

کہروڑپکا

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام کہروڑپکا کا اجلاس ہوا۔ اجلاس سے ملتان جمعیۃ کے ناظم جناب عبیداللہ احرار نے طلباء سے مفصل خطاب کیا اور جمعیۃ کا پروگرام بتایا۔

آخر میں محمد اقبال کو کہروڑپکا شہر کا کنوینر اور خواجہ عبیدالرحمٰن، حافظ ناصر الطاف کو معاون مقرر کیا۔

دورہ

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع بہاول نگر

کے صدر ملک خلیل اعوان صاحب نے ۱۷ فروری کو ہارون آباد کا دورہ کیا اور اجلاس سے خطاب کیا۔ پھر فقیر والی میں اجلاس ہوا اور ملک خلیل اعوان صاحب نے طلباء سے خطاب کیا۔ ۱۸ فروری کو منڈی صادق گنج کا دورہ اور فضل کریم کو کنوینر مقرر کیا اور میکلوڈگنج آیا اور طلباء سے خطاب کیا اور میکلوڈگنج کا کنوینر محمد منشا کو مقرر کیا۔ ۱۸ فروری کو منچن آباد کا دورہ کیا اور طلباء سے خطاب کیا۔ ۱۹ فروری کو چشتیاں کا دورہ کیا اور طلباء سے خطاب کیا۔ یہ دورہ بہت کامیاب رہا۔

شمولیت

ملک خلیل اعوان صاحب نے ضلعی دورہ کیا اور طلباء کو جمعیۃ طلباء اسلام کا پروگرام بتایا۔

ہارون آباد سے مندرجہ ذیل حضرات نے جمعیۃ میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا۔

۱ افتخار احمد گورنمنٹ اسلامیہ ڈگری کالج
۲ محمد قیصر ندیم 〃 〃 〃 〃
۳ غلام مرتضیٰ 〃 〃 〃 〃
۴ ملک سعید امیر 〃 〃 〃 〃
۵ جاوید اختر 〃 〃 〃 〃

دیگر طلباء : محمد اعظم خالد، ملک عمر حیات، محمد اشرف علی، محمد لٰسین، اشرف علی، رانا محمد ضیاء انجم، محمد طاہر ریاض، محمد اسلم، غفار خلجی، کامران ندیم، رانا طارق محمود، محمد امین، محمد لٰسین، عاشق حسین فانی محمد حسین صاحبان نے جمعیۃ طلباء اسلام میں باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا اور علماء حق کی قیادت اور قاید طلبہ جناب میاں محمد عارف، جاوید ابراہیم پراچہ اور محمد فاروق قریشی کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

نوشہرہ ورکاں

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع گوجرانوالہ کے کنوینر محمد فاروق شیخ ظفر لٰسین بٹ نے نوشہرہ ورکاں کا تنظیمی دورہ کیا۔ ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ کے اغراض و مقاصد طلباء کے سامنے پیش کیے اور آخر میں نوشہرہ ورکاں کی تنظیم قائم کی گئی۔

سرپرست : مولانا گل محمد صاحب تولیری۔

کنوینر ارشد محمود

معاونین : محمد اشرف انجم اور احسان اللہ مقرر ہوئے۔

ضلع سیالکوٹ

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سیالکوٹ تحصیل ڈسکہ کلاں میں قاید جمہوریت خان عبدالولی خان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا۔ خان ولی خان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

"مولانا مفتی محمود میرے روحانی امام ہیں اور ہمارے اکابر ہیں۔"

مزید کہا :

"میرا اور میرے خاندان کا تعلق علماء حق سے ہے اور ہم بھی مولانا حسین احمد مدنی کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور ہم مفتی محمود صاحب کے ایک اشارے پر اپنے آپ کو قربان کر سکتے ہیں، لیکن ہم اکابرین دیوبند کی توہین برداشت نہیں کریں گے، ہم ہمیشہ علماء حق کی حمایت کرتے رہیں گے اور علماء حق کی طرف ہر اٹھنے والے ہاتھ کو ہم توڑ دیں گے، ہر اٹھنے والی آنکھ کو نکال دیں گے اور ہر اس زبان کو کاٹ دیں گے جو ہمارے اکابرین کی توہین کرے گی۔"

اور انشاء اللہ آپ طلبہ ہی اسلامی انقلاب لا سکتے ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت بھی آپ کے راستے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔"

"جونہی علماء حق کی قیادت میں چلنے والے طلباء کے سامنے آئے گا وہ پاش پاش ہو جائے گا۔"!!

ڈسکہ

جمعیۃ طلباء اسلام تحصیل ڈسکہ کا ایک اجلاس ضلعی صدر جاوید اقبال کی صدارت میں ہوا۔

اجلاس سے پنجاب کے نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن اور شیر دل جوشِ صوبائی صدر جناب ندیم اقبال اعوان اور ناظم عمومی جناب عبدالرؤف ربانی نے طلباء سے خطاب کیا اور کہا کہ آج جمعیۃ اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل رہی ہے اور اپنے اکابرین کی طرح اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا عزم کر چکی ہے اور انشاء اللہ اسلامی انقلاب لانے کے لیے جمعیۃ بہت جلد کامیاب ہو جائے گی۔

بعد از عشاء دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر جلسہ ہوا۔ جلسہ سے جناب جاوید اقبال، عبدالرؤف ربانی، اور ندیم اقبال اعوان نے خطاب کیا۔

پنجن کسانہ

جمعیۃ طلباء اسلام کے صوبائی ناظم عمومی جناب عبدالرؤف ربانی، ظفر لٰسین بٹ اور عمران شاہد نے پنجن کسانہ ضلع گجرات کا دورہ کیا اور وہاں پر تنظیم قائم کی۔

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ پنجن کسانہ کا کنوینر جناب خان بہادر کو مقرر کیا ہے۔ اور شوکت سعید اور محمد افضل کو معاون مقرر کر دیا گیا اور اجلاس سے عبدالرؤف ربانی صاحب نے خطاب کیا۔

سکھر

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سکھر کے مقامی دفتر میں مولانا محمد یعقوب صاحب کی زیر صدارت اجلاس منعقد ہوا۔

اجلاس سے صوبہ سندھ کے صدر جناب سید سراج احمد شاہ صاحب امروٹی نے طلباء سے خطاب کیا اور جمعیۃ کا پروگرام بیان کیا

شمولیت

جمعیۃ طلباء اسلام حیدر آباد کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس میں تحریک اسلامی طلبہ کے مرکزی صدر اور ناظم عمومی نے اپنی تنظیم کو ختم کر کے جمعیت طلباء اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا۔

جناب شہزاد خان، مشتاق علی، محمد اسحاق پولی ٹیکنیکل کالج، مسٹر فیاض علی اور راشد قریشی نے شمولیت کا اعلان کیا۔

شمولیت کا خیر مقدم

حیدر آباد جمعیۃ طلباء اسلام کے صدر جناب مقصود احمد اور ناظم عمومی شبیر احمد ارشد، سیف الرحمٰن سیف، عبدالاحد شفیق، محمد عارف نے شامل ہونے والے طلبہ کا زبردست خیر مقدم کیا اور طلبہ نے قاید طلبہ جناب میاں محمد عارف صاحب پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

ایڈیٹر کے نام......



سردار عبدالقیوم اپنی پوزیشن واضح کریں۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

السلام علیکم

سردار عبدالقیوم خان گزشتہ ہفتہ وطن واپس پہنچ گئے۔ موصوف اکتوبر کے آخری عشرے میں پاکستان سے باہر تشریف لے گئے تھے اور کم و بیش تین سوا تین مہینے گزارنے کے بعد حضور والا کی تشریف آوری ہوئی ہے۔ اس قسم کے لیڈر کا اتنا طویل عرصہ اس طرح ملک سے باہر رہنا بلاشبہ مختلف قسم کی چہ میگوئیوں اور قیاس آرائیوں کا سبب بن گیا ہے۔ مختلف لوگ مختلف انداز سے سوچتے اور آراء قائم کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ موصوف مسئلہ کشمیر حل کرانے اور دنیا کو اس سے متعارف کرانے کی مہم پر نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسئلہ کشمیر کے حل اور کشمیر کی آزادی سے متعلق موصوف کے پاس پروگرام اور طریق کار کیا ہے؟ اور وہ ان لوگوں سے کس قسم کا تعاون مانگنے گئے تھے کیونکہ کشمیر کی آزادی کے لئے سیاسی نعرہ بازی اور سادہ لوح عوام کے جذبات سے کھیلنے کے سوا کوئی بھی پروگرام موصوف کی طرف سے کبھی سامنے نہیں آیا۔ البتہ اس نعرہ بازی کی آڑ میں انہوں نے ذاتی طور پر اور ان کے جماعتی کارپردازوں نے خوب خوب فائدے اٹھائے، تو ایسی صورت میں وہ لوگوں کو کیا پروگرام پیش کر کے کس طرح متاثر کریں گے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ موصوف کشمیر کی آزادی اور کشمیری عوام کی ترقی کے لئے عرب ممالک اور عرب شیوخ سے چندہ جمع کرنے کی مہم میں مصروف عمل رہے ہیں اور اس کام کے لئے تیل برآمد کرنے والے عرب ملکوں کے دورے میں ایک ایک کے در پر حاضری دی۔ لیکن کشمیری عوام پوچھتے ہیں کہ "المجاہد فورس" کے نام پر جو لاکھوں روپے انہوں نے اس سے قبل جمع کئے اور جماعتی حلقوں نے گلچھرے اڑائے اس کے بعد پھر یہ فریب کاری اور پرکاری کس طرح روا ہو سکتی ہے؟ اور اگر اتنی بڑی داڑھی سمیت سادہ لوح عربوں کو پھر اس طرح جل دینے میں ہاتھ کی صفائی دکھائے تو آئندہ عرب لوگ کشمیریوں اور پاکستانیوں پر کس طرح اعتماد کر سکیں گے اور اس طرح متاثر اور مجروح ہونے والے قومی اعتماد اور مجموعی وقار کو کس طرح بحال کیا جا سکے گا اور "المجاہد" کے گوریلے جو لاکھوں روپے اس سے قبل ہضم کر چکے ہیں وہ اس قومی جرم سے کس طرح بری الذمہ ہو سکیں گے؟

ایک اور قیاس آرائی یہ کی جاتی ہے کہ موصوف نے مزدوروں کے لئے ویزے حاصل کرنے اور اس طرح کی دولت سمیٹنے کی دھن میں اتنا عرصہ ان ملکوں کی خاک چھانی ہے اور اپنے برادر سمیت اپنے کئی قریبی عزیزوں کے لئے بہت سے ویزے مختلف جگہوں سے حاصل کر کے لاکھوں روپے کما چکے ہیں لیکن درد مند اور سادہ لوح مسلمان پھر سوال کرتے ہیں کہ کیا "بردہ فروشی" کا یہ کالا دھندہ سردار صاحب جیسے بلند بانگ دعویدار شخص کو زیب دیتا ہے؟ اور ان کے برادر خورد نے اس سے قبل جس طرح پوری فراڈ بازی اور فریب کاری سے بہت سے سادہ لوح پاکستانی اور کشمیریوں کو بڑی بڑی تنخواہوں اور کاروبار کا جھانسہ دے کر لوٹا کھسوٹا اور ان کا خون نچوڑ نچوڑ کر اپنے محلات تعمیر کئے، ان کی مزید اعانت و امداد ظلم میں شرکت اور حصہ داری کے مترادف نہیں؟ اور کیا یہ کام سردار صاحب کو زیب دے سکتا ہے؟

بہرحال سردار صاحب کی اس طویل غیر حاضری کو مختلف معنے پہنائے جا رہے ہیں اس لئے ہم آپ کے صفحات کے ذریعہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اصل صورت حال کیا ہے؟

ابو طاہر کشمیری، آزاد کشمیر

اعظم بستی کو مستقل کیا جائے

ہم اہل اعظم بستی عرصہ سے اس مظلوم بستی کو مستقل آباد کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ نیز یہاں کے رہنے والوں کو جلد از جلد لیز دے دی جائے۔ اعظم بستی و اعظم ٹاؤن کے مسائل کی طرف توجہ دی جائے۔ روڈ خستہ حال ہیں۔ پانی کی قلت ایک عظیم مسئلہ ہے۔ گندے پانی کی نکاسی کا بندوبست کیا جائے۔

قاری حسین احمد۔ سراج الدین خان
اعظم بستی، کراچی

مظلوم کی دادرسی کی جائے

مکرمی ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم

۱۔ میں موضع عباسیہ، ضلع بنوں کا باشندہ ہوں۔ عباسیہ میں قومی اتحاد کا سرگرم کارکن ہوں۔

۲۔ موضع عباسیہ اور خوانین لکی (شاپ خیل) کے مابین تین دن متواتر خانہ جنگی ہونے پر میرا رہائشی مکان جو پانچ کمروں پر مشتمل تھا خوانین لکی مروت نے افسران بالا کے سامنے بمعہ تمام خانگی سامان مرغیاں، چوزے، جو کا ڈھیر، سرسوں کا ڈھیر وغیرہ روز روشن میں جلا کر خاکستر کر دیا جبکہ میرے بیوی بچے روتے ہوئے دوڑتے نکل آئے۔ مجھے اور دیگر اہلیان جائیداد کو افسران بالا (اے سی لکی، ڈی۔ ایس۔ پی لکی وغیرہ) نے پولیس چوکی عباسیہ میں محبوس رکھا۔ یہ سب کچھ سابقہ وزیر اعظم ذوالفقار علی صاحب کے عہد حکومت میں خان حبیب اللہ صاحب (آف لکی مروت) (اسٹیٹ چیئرمین) کے دور اقتدار میں یہ مجھ مظلوم پر ہوا۔

۳۔ بعد ازاں ثالثی کارروائی کے فیصلہ میں مجھے تعمیر مکان کے لئے تین ہزار روپے مقرر کئے مگر مجھے صرف ڈیڑھ ہزار روپے دیئے گئے۔ باقی گاؤں کے دیگر نقصانات میں وضع کر لئے۔ اس قلیل رقم سے موجودہ گرانی میں میرا ایک کمرہ بھی تیار نہ ہو سکا۔

۴۔ میں نے سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد (نصر اللہ خان صاحب) کو بذریعہ رجسٹری کئی درخواستیں بھیجیں مگر میری صدا بصحرا ثابت ہوئی۔

میں آپ کے جریدے کی وساطت سے مارشل لاء

ایڈمنسٹریٹر سرحد اور گورنر سرحد سے استدعا کرتا ہوں کہ میرے مکان کی تعمیر کے لئے میری مدد کی جائے۔

حضرت علی ولد شاہی گل شہید
عباسیہ لکی مروت بنوں

مقدمہ واپس لیا جائے:

مکرمی ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم

میں آپ کے معزز اور موقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور قومی اتحاد کے تمام رہنماؤں سے اپیل کرتی ہوں کہ خدا کے لئے ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔

مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو نوابین کے پیپلز پارٹی والوں نے ہماری دکانوں پر حملہ کیا۔ دکانیں ہڑتال ہونے کی وجہ سے بند تھیں جنکو وہ کھلوانا چاہتے تھے اور نہ کھولنے کی صورت میں جلانے کی دھمکی دیتے تھے، جس سے ہمارا اور ان کا جھگڑا ہو گیا جس میں پیپلز پارٹی کے دو آدمی مارے گئے اور چار زخمی ہوئے جیسا کہ F.I.R سے ظاہر ہے۔ ان کی حکومت ہونے کی وجہ سے پولیس نے یک طرفہ کارروائی کی۔ ہمارے بہت سے آدمیوں کو لے گئے اور سب ہی لوگ رشوت دے کر چھوڑ دیئے گئے۔

آخر کار انہوں نے چار آدمیوں پر کیس قائم کیا زیبا۔ علی گوہر۔ ایوب۔ فضل داد اور بڑا ملزم یعنی بندوق سے فائرنگ کرنے کا الزام میرے خاوند علی گوہر پر لگایا گیا جس کی وجہ سے زیبا اور فضل داد کی ضمانت ہو چکی ہے، سیشن کورٹ سے۔ ایوب کو پولیس نے ابھی تک گرفتار نہیں کیا ہے۔

جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو جناب ہم نے پہلے سیشن کورٹ میں ضمانت داخل کی وہاں سے نامنظور ہوئی۔ اس کے بعد ہائی کورٹ سے بھی کینسل ہو گئی۔ پھر ہم نے سپریم کورٹ میں ضمانت داخل کی جو کہ سنگل بنچ نے خارج کر دی۔ ابھی فل بنچ کے پاس جانی ہے۔

کراچی کے چار کیس ہیں جو کہ پولیس نے زیادہ سخت کر دیئے ہیں اور حکومت نے ابھی تک واپس نہیں لئے ہیں مگر ضمانت سوائے میرے خاوند کے تقریباً سب کی ہو گئی ہے۔

جنرل ضیاء الحق صاحب نے گذشتہ تقریر میں کہا تھا کہ سب سیاسی قیدیوں کو رہا کرتا ہوں مگر جن کے کیس سنگین نوعیت کے ہیں ان کو فی الحال نہیں چھوڑ سکتا جب تک سیاسی لیڈر یہ نہ کہہ دیں کہ یہ جھگڑے بھی سیاسی نوعیت کے تھے۔

تو میں پاکستان قومی اتحاد کے تمام معزز رہنماؤں سے گذارش کرتی ہوں کہ مہربانی کر کے ہمارے حال پر رحم کریں اور ان چار کیسوں کی طرف بھی توجہ دیں جن میں میرے خاوند کا کیس بھی شامل ہے۔

جہاں تک مالی حالت کا تعلق ہے تو جناب والا اس سے پہلے بہت کچھ خرچ کر چکی ہوں۔ اب حالت اچھی نہیں ہے اور خرچہ بھی بمشکل پورا ہو رہا ہے کیوں ہمارا کوئی لڑکا بڑا نہیں ہے جو گھر کے اخراجات پورے کر سکے۔ اس لئے میں تمام معزز رہنماؤں سے التماس کرتی ہوں کہ مہربانی کر کے کیس واپس کروانے کی کوشش کریں۔ احسانمند ہونگی۔ شکریہ

بیگم علی گوہر خان
معرفت سلور سالٹ۔ گلی ۳ عثمان آباد
کراچی۔

محکمہ ٹیلیفون میں رشوت کا سدباب کیا جائے:

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

السلام علیکم

میں آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کے مشیر برائے مواصلات سے اپیل کرتا ہوں کہ محکمہ ٹیلیفون میں ایسے اہلکاروں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے جو ٹیلیفون کے نئے کنکشن لگوانے والوں سے بھاری رشوت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ماضی میں بھٹو حکومت کے ٹکڑوں پر پلتے رہے اور اب بھی در پردہ بھٹو کی راگنی گاتے ہوئے موجودہ عبوری حکومت کو ناکام بنانا چاہتے ہیں۔

میں نے ڈیڑھ سال قبل اپنے پریس میں نیا ٹیلیفون لگوانے کی درخواست دی تھی۔ اتنا عرصہ گذر جانے کے باوجود اس درخواست پر عمل نہیں ہو سکا۔ جب بھی جاتا ہوں نوکر شاہی رشوت کے طور پر بھاری رقم طلب کرتی ہے جس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

پریس میں ٹیلیفون کی اشد ضرورت ہے۔ لاتعداد مقامی جرائد و اخبارات میرے پریس میں چھپتے ہیں۔ ٹیلیفون کے فقدان کے باعث کاروباری معاملات میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

محمد شفقت، کمبائنڈ پریس، بلال گنج، لاہور